

نذر اٹے خلافت

20

مُنظِّمِ اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 وال سال

تنظیمِ اسلامی کا ترجمان

22 شوال المکرم 1443ھ / 31 مئی 2022ء

متاع غرور

موجودہ دور کے فتنوں میں ایک بڑا فتنہ "معاشی مسئلہ" ہے۔ لوگ دنیا کمانے اور زیادہ سے زیادہ سامانِ عیش اور آسائش دنیا کے حصول میں لگے ہوئے ہیں۔ حلال و حرام کی تمیز معدوم کے درجے میں آگئی ہے۔ جو آسودہ حال ہیں ان پر مزید کمانے کی دھن سوار ہے۔ جو غریب طبقہ سے متعلق ہیں وہ حسد و نفرت کا شکار ہیں۔ خبیث دنیا نے پوری طرح انسانی ذہن پر پخچاڑ کر کھے ہیں۔ آج ہر شخص دنیا کمانے میں دیوانوں کی طرح لگا ہوا ہے۔ الٰہ ماشاء اللہ۔ کیسا دین اور اس کے احکام، کیسی آخرت اور اس کا احتساب، آج انسان کا وہی حال ہے جس کا نقشہ قرآن حکیم میں سورۃ الہمزة میں کھینچا گیا ہے۔ مال کے پرستاروں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینار و درهم کا بندہ (عبد) قرار دیا ہے۔

ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں: ﴿الحمد لله رب العالمين ۵﴾ لیکن اللہ کی ربوبیت کاملہ پر ہمارے ایمان و تيقین کا یہ عالم ہے کہ اگر ہم ازروئے قرآن و حدیث اپنی تنظیم کے رفقاء پر حلال و حرام کی حدود و قیود عائد کرتے ہیں تو لوگ تربص و تردید میں بدلنا نظر آتے ہیں کہ ہمارے کار و بار اور تجارت کا کیا ہو گا؟ ہماری معاش کا کیا ہو گا؟ ہمارے بال بچوں کی پرورش اور تعلیم کیسے ہو گی؟ خوب اچھی طرح سمجھ بیجھے کہ یہ شیطانی فریب ہے، یہ خالص مادہ پرستانہ نقطہ نظر ہے۔ یہ طرزِ فکر توکل اور اللہ کے رب اور رازق ہونے پر ایمان کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں میں واضح طور پر ہر ذی حیات کو رزق پہنچانے کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان فرماتا ہے: "اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی یہ سب کچھ کتاب روشن میں (لکھا ہوا) ہے۔" (ہود: 6) لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ چند روزہ زندگی کے آرام و آسائش کے لیے آخرت سے بے پرواہو گئے ہیں، محاسبہ اخروی کی فکر سرے سے موجود نہیں۔ فکر ہے، سوچ ہے، منصوبہ بندی ہے، بھاگ دوڑ ہے تو دنیا کمانے کے لیے جس کو قرآن "متاع غرور" کہتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کاملہ اور رزاقیت تامہ پر پورا پورا توکل رکھیں۔ اپنی معاش کے ذرائع میں حرام و ناجائز کاموں اور ذرائع کوچن چن کر نکالنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اس کام میں ان شاء اللہ العزیز ہمیں اپنے رب اور خالق کی حمایت و نصرت حاصل ہوگی۔ ﴿فَنَعِمُ الْمُولَى وَنَعِمُ النَّصِيرُ ۝﴾

ڈاکٹر اسرار احمد نبیتی کے ایک بیان سے اقتباس

اس شمارے میں

پاکستانی سیاست اور امریکہ کی سازش یا...

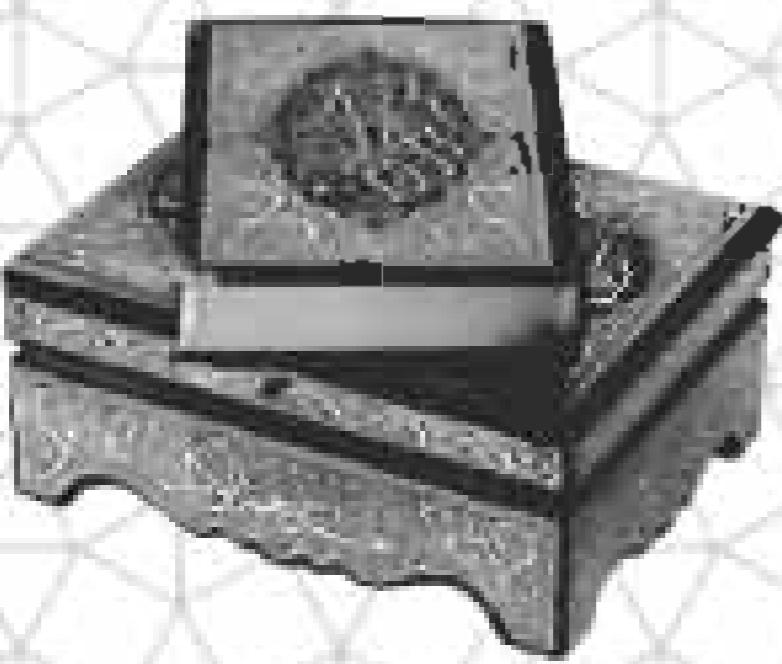
تبیح باری تعالیٰ کے عملی تقاضے

منافق

حکمران ہے اک وہی باقی بتان آزری!

سیدہ ہند بنت عمر و نبیتہ

19 سال بعد جنگ بندی



تھوڑا سا غور کر کے حق تک رسائی ممکن ہے!

آیات: ۷۰۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورَةُ الشَّعْرَاءَ

أَوْلَمْ يَرَوَا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَثْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ ۗ

آیت: ۷ «أَوْلَمْ يَرَوَا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَثْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ⑤» ”کیا یہ لوگ زمین کو نہیں دیکھتے کہ اس میں ہم نے کس قدر عمدہ چیزیں آگائی ہیں ہر قسم کی!“

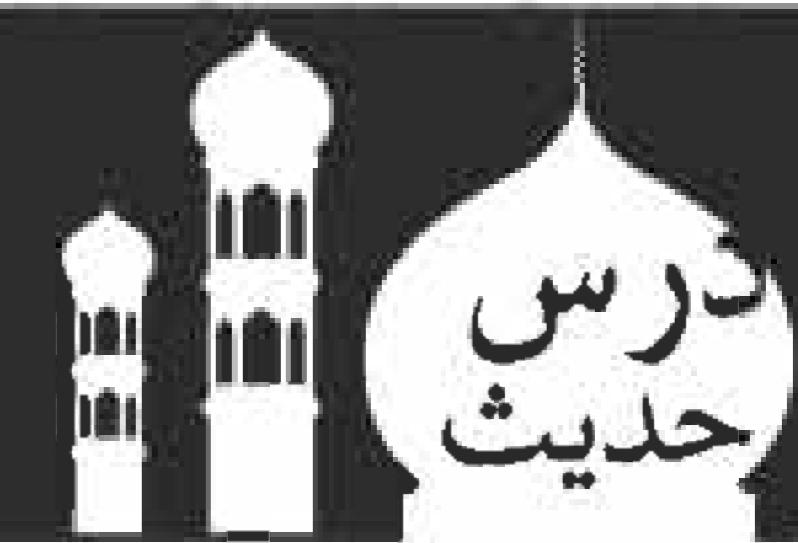
آیت: ۸ «إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ⑥» ”یقیناً اس میں ایک بڑی نشانی ہے۔ لیکن ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے۔“ اگر یہ لوگ مججزہ دیکھنا چاہتے ہیں تو دیکھ لیں، اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ پوری کائنات ہی مججزہ ہے۔ کائنات میں ہر جگہ ان کے لیے نشانیاں ہی نشانیاں ہیں:

”یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے الٹ پھیر میں، اور کشتیوں (جہازوں) میں جو سمندروں (یاد ریاؤں) میں لوگوں کے لیے نفع بخش سامان لے کر چلتی ہیں، اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا ہے، پھر اس سے زندگی بخشی زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد اور ہر قسم کے حیوانات اس کے اندر پھیلا دیے اور ہواوں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو معلق کر دیے گئے ہیں آسمانوں اور زمین کے درمیان یقیناً نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیں۔“ (ابقرہ: 164)

آیت: ۹ «وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ⑦» ”اور یقیناً آپ کارب، بہت غالب، نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

یہاں ایک نکتہ لائق توجہ ہے کہ قرآن میں عام طور پر العزیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دوسرا صفاتی نام الحکیم آتا ہے، مگر اس سورت میں العزیز الرحیم کی تکرار ہے۔ دراصل اس کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ ”العزیز“ ہے یعنی زبردست طاقت کا مالک ہے وہ جو چاہے کرے مگر ساتھ ہی ساتھ وہ نہایت مہربان، شفیق اور رحیم بھی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو پہلک جھپکنے میں آسمان سے ایسا مججزہ اتار دے جس کے سامنے انہیں اپنی گرد نہیں جھکانے کے سوا چارہ نہ رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فوری طور پر کوئی حسی مججزہ دکھا کر ان لوگوں کی مدتِ مہلت کو ختم نہیں کرنا چاہتا۔

موسمن کا کردار



عَنْ ضَهْيَبِ بْنِ سِنَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَجِبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاً شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرًّاً صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ)) (رواه مسلم)

حضرت صحیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”موسمن کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے اور یہ بات صرف موسمن کو ہی حاصل ہے۔ خوشحالی میں وہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے، فقر و فاقہ اور دکھ میں وہ صبر کرتا ہے (گھبرا تا نہیں ہے) اور دونوں صورتوں میں اس کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے۔“ موسمن ہر معاملہ میں صرف اللہ پر اعتماد کرتا ہے اور اللہ ہی سے ڈرتا ہے۔ خوشی اور مسرتوں سے ہمکنار ہو کر وہ سراپا شکر بن جاتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ عطا و بخشش کی یہ فرداوی رب کریم کی نگاہِ رحمت کافیض ہے۔ جان و مال کے نقصان اور مصیبتوں کی آندھی اسے بدحواس نہیں کرتی۔ آزمائش کے ہر مرحلہ میں نہایت ثابت قدم رہتا ہے۔ باطل کی کوئی یلغار اور طاغوت کی کوئی دھمکی اس کے ایمان کو نہیں دبا سکتی۔ وہ پامردی کے ساتھ ناساز گار حالات کا رخ بد لئے کی کوشش کرتا ہے، اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسی سے دعا مانگتا ہے۔

نہاد خلافت

تناخلافت کی بنیاد دنیا میں ہو پھر استوار
لاؤپس سے ڈھونڈ کر اسلام کا قلب و جگہ

تنظیم اسلامی کا ترجمان افغان خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

22 تا 29 شوال 1443ھ جلد 51
31 مئی 2022ء شمارہ 20

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید

مدیر ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون فرید اللہ مروٹ

نگوان طباعت: شیخ حیم الدین

پبلیشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
طبع: مکتبہ جدید پرلیس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“، ملکان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 042-35473375-78 مقام اشاعت: 36-کے ماذل ٹاؤن، لاہور۔
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000 E-Mail: markaz@tanzeem.org
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرون ملک..... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے عنوان سے ارسال
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: mactaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

منافق

اگر کوئی منافق کو اُس کی بدترین صورت میں دیکھنا چاہے تو وہ اُسے مغرب اور امریکہ کی اشرافیہ میں نظر آئے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس اشرافیہ کے اذہان اور قلوب پر صہیونی اپنے پنجے بُری طرح گاڑھ چکے ہیں۔ لہذا صہیونی نظریات کے زیر اثر یہ اشرافیہ بھی انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مغربی یورپ اور امریکہ میں عام شہری، ذرائع ابلاغ اور معیشت پر اس اشرافیہ کے مکمل اور جابرانہ تسلط کی وجہ سے تمام تر سیاسی، معاشی بلکہ معاشرتی سطح پر بھی خود کو اس اشرافیہ کے سپرد کر چکا ہے۔ لہذا وہ اسی میں اپنی عافیت سمجھتا ہے اور اُسے جو تحفظ درکار ہے وہ یہ اشرافیہ اُسے فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ وہ لکیر کا فقیر ہے اور اُس نے زندگی کی تمام جدوجہد کو محض اپنی نجی زندگی کی مادی ضروریات کی تکمیل تک محدود کر لیا ہے۔ ہر چار یا پانچ سال بعد وہ ووٹ ڈال کر ہاتھوں کے بدلنے یا نہ بدلنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ وہ نظام کو نہیں بدل سکتا، وہ اُس قبضہ سے چھکارا حاصل نہیں کر سکتا جو اُس کے دل اور ذہن پر اس اشرافیہ یا مافیا نے مختلف ذرائع سے حاصل کیا ہوا ہے۔ اُس کے اس کنٹرول کا اہم ترین ذریعہ وہ معاشی نظام ہے جس کی جگہ بندیوں میں ایک دنیا کو انہوں نے باندھا ہوا ہے۔ اُسے سرمایہ دارانہ نظام کہا جاتا ہے۔

اس نظام کے ذریعے یہ اشرافیہ اپنے سمیت دنیا کی کثیر آبادی کا خون چوس رہا ہے۔ لیکن اس کی انتہائی بد صورت اور کریہہ شکل کو عام انسانوں کی نظروں سے او جھل رکھنے کے لیے اس پر جمہوریت کے نام سے ایک خوشنما اور دیدہ زیب غلاف چڑھا دیا گیا ہے۔ سارا ظاہری کام اور پروپیگنڈا اس جمہوریت کے نام سے کیا جاتا ہے اور عملی طور پر اُس ظالمانہ، سرمایہ دارانہ نظام کو تقویت دی جاتی ہے۔ اور وہ تمام امور سرانجام دیئے جاتے ہیں جس سے سرمائے کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس انسانیت دشمن اور بدترین استھانی نظام کی ڈھال یا پرداہ کو مزید خوشنما اور خوبصورت بنانے کے لیے عالمی سطح پر بہت سی تنظیم قائم کی گئی ہیں۔ مثلاً انسانی حقوق کی تنظیم، آزادی تحریر و تقریر، عورتوں کے حقوق کی تنظیم اور صحافیوں کے حقوق وغیرہ وغیرہ بلکہ جانوروں اور جنگلی درندوں کے حقوق کی تنظیم وغیرہ قائم کر کے عام انسانوں کی آنکھوں پر ایسی عینک چڑھادی گئی ہے جس سے وہی کچھ نظر آتا ہے جو کچھ مذکورہ اشرافیہ لوگوں کو دکھانا چاہتی ہے۔ ہم آغاز میں عرض کر چکے ہیں کہ اس اشرافیہ پر صہیونیوں کا قبضہ ہے جن کا دنیا بھر میں گردش کرنے والے سرمائے میں بہت بڑا حصہ ہے۔ لہذا سرمایہ دارانہ نظام کے سر پرستوں اور صہیونیوں کا ایک

آجائے لیکن اگر فلسطینی صحافی خاتون شیرین ابو عاقلہ کو باقاعدہ نشانہ پر لے کر قتل کر دیا جائے پھر اس کے جنارے پر بھی وحشیانہ حرکت ہوتا اس پر چند مذمتوں بیانات کافی سمجھے جاتے ہیں۔ اس اشرافیہ کے کارندے اس ظالمانہ نظام کے سر پرست لوگوں کو بدکاری اور جنسی دہشت گردی کی طرف بھی نہ صرف مائل کرتے ہیں اور ایسے گندے افعال کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ اس کے حق میں قانون سازی کے لیے بھی دنیا بھر میں کوشش نظر آتے ہیں۔ مثلاً LGBTQ+ وغیرہ وغیرہ کے لیے فضا ہموار کرنے کے لیے پوری محنت اور مشقت سے کام ہو رہا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مشن کے لیے سردہڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ لہذا ہمیں یہ بات سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ آخر انہیں لوگوں کو بدکاری اور غیر فطری جنسی وحشت ناک افعال کی طرف مائل کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب انسان اخلاقی طور پر بدترین گراوٹ کا شکار ہو جاتا ہے تو وہ ہر لحاظ سے کمزور پڑ جاتا ہے۔ اُس کی زندگی کا اخلاقی جواز ختم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ایک آسان شکار بن جاتا ہے۔ جس سے ہر قسم کا کام لیا جاسکتا ہے۔ وہ جائز ناجائز، اخلاقی اور غیر اخلاقی معاملات میں تمیز کھو دیتا ہے۔ وہ ایسا جانور بن جاتا ہے جسے خواہشات کی تکمیل کے لیے کوئی بدترین فعل بھی معیوب نظر نہیں آتا۔ گویا اب اُس کے لگے میں پڑھے ہے اور زنجیر اس اشرافیہ کے ہاتھ میں ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسلمان جو آج دنیا میں بالکل بے بس نظر آتے ہیں، کب تک یوں اپنے مسلمان بھائیوں پر ہونے والے ظلم و ستم پر خاموش تماشای بنے رہیں گے۔ مسلمان تعداد میں کم نہیں ہیں پھر یہ کہ اکثر مسلمان ممالک زبردست مالی وسائل رکھتے ہیں۔ یہ افرادی قوت اور مادی وسائل کب مسلمانوں کو حقیقی آزادی دلانے میں مدد کریں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنے اخلاقی انجامات کو ختم کریں۔ مسلم دشمن قوتوں پر اپنا انحصار ختم کریں اور باہمی اتحاد قائم کر کے ہر قسم کے احساس کمتری سے چھکارا حاصل کریں۔ مسلمانوں کے حکمران دنیوی آقاوں کی غلامی ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی غلامی اختیار کریں تو کوئی دنیوی قوت ان پر تسلط حاصل نہیں کر سکے گی۔

پرہونا منطقی بات ہے کہ چنانچہ سرمائے کی بنیاد پر حاصل ہونے والی قوت کو صہیونی مفادات کے تحفظ میں بھر پور طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر اُن کے سیاسی مفادات کے تحفظ میں بھر پور انداز میں یہ قوت استعمال ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر دنیا میں کسی جگہ اگر ایک ایسا انسان قتل ہو جاتا ہے جو سرمایہ دارانہ نظام یا صہیونی سوچ سے مطابقت رکھتا تھا تو دنیا بھر میں ایسا طوفان اٹھایا جائے گا کہ کئی حکومتوں اور ریاستوں کے وجود کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ لیکن اگر ناجائز اسرائیلی ریاست کی سرحدوں کو زیادہ محفوظ بنانے کے لیے بلکہ محض خطرہ کو دور کھنے کے لیے ایک عذر تراش کر عراق میں انسانوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے جائیں، سارے ملک کی صنعت کو بمباری سے تباہ و بر باد کر دیا جائے اور بعد میں خود ہی تسلیم کر لیا جائے کہ اس وحشت ناکی کے لیے تراشانہ گیا عذر سچانہیں بلکہ جھوٹا تھا تو ان لاکھوں انسانوں کے خون سے کسی کے سفید دامن پر داغ بھی نہیں پڑتا۔ اس سے زیادہ رد عمل تو کسی بلى یا کتنے کی موت پر آ جاتا ہے اور اس درندگی پر ایسے sorry کہہ دیا جاتا ہے جیسے ٹریفک کی چھوٹی سی غلطی سے جس سے کوئی بڑا نقصان بھی نہ ہوا ہو، ایک شہری دوسرے کو کہہ دیتا ہے اور بات آئی گئی ہو جاتی ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اس اشرافیہ کا، بھارت فکری اور فطری اتحادی ہے لہذا پون صدی سے کشمیر میں استصواب رائے کی قرارداد روئی کی ٹوکری کی زینت بنی ہوئی ہے اور بھارت کے جبرا سے کشمیریوں کو آزادی حاصل نہیں ہو رہی۔ لیکن مشرقی تیمور کا معاملہ جھٹ منگنی پٹ بیاہ کے مصدق دنوں میں سلامتی کو نسل کے ذریعے حل ہو جاتا ہے اور انڈونیشیا سے علیحدگی حاصل کر کے ایک عیسائی ریاست وجود میں آ جاتی ہے۔ اسی کشمیر میں بھارت دن رات درندگی کا مظاہرہ کرتا ہے اور انسانی جانوں اور عزتوں سے کھلی رہا ہے لیکن انسانی حقوق کی تناظری کو ادھر نکھنے کی ابھی فرصت نہیں ہے۔

گزشتہ پون صدی میں ایسے درجنوں بلکہ سینکڑوں واقعات ہوئے ہیں ہم نے تو محض چاولوں کی دیگ سے ایک دانہ چکھا ہے۔ اشرافیہ کو سپورٹ کرنے والا سعودی عرب کا صحافی اگر ترکی میں قتل ہو جائے تو سعودی شاہی خاندان کی حکومت ہی نہیں زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے اور اُن کی ٹانگیں ہی نہ کانپیں بلکہ شاہی محلات میں زلزلہ

تسبیح باری تعالیٰ کے محفلی تشاٹے

(سورہ الحدید کی ابتدائی آیات کی روشنی میں)



جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی مختارم شجاع الدین شیخ شمس الدین کے خطاب جمعہ کی تلخیص

عدل کے نظام کے قیام کی جدوجہد کرنا بھی انبیاء کے مشن میں شامل تھا تاکہ ظلم کا خاتمہ ہو، مخلوق خدا ظالموں اور جابرلوں کے پنجھ استبداد سے آزاد ہوتا کہ ان کو اللہ کا دین قبول کرنے اور اس دین پر تمام و کمال عمل کرنے کا موقع میسر آئے۔

یہ پیغمبروں کا انقلابی مشن تھا لیکن آج ہمارا طرز عمل بعد از رمضان، قرآن حکیم کا بند ہو جانا، مساجد میں صفوں کی تعداد میں کمی اور کئی دوسرے معاملات میں نافرمانیوں کا معمول بتا رہا ہے کہ ہمارا تصور دین صرف رمضان تک محدود ہو گیا ہے۔ سورہ الحدید میں اس امت سے حقیقی ایمان کا تقاضا بھی ہے، محض زبان سے دعویٰ تو عبد اللہ بن ابی بھی کر رہا تھا۔ دل سے ایمان لانا اصل تقاضا ہے اور جب ایمان دل میں ہوتا ہے تو عمل اس کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ پھر یہ ثبوت کبھی جہاد کی صورت میں سامنے آتا ہے، کبھی اعمال صالحہ کی صورت میں سامنے آتا ہے اور کبھی انصاف کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ان سارے اعمال کے حوالے سے قرآن حکیم میں جامع اصطلاح ”اعمال صالح، جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ“ کے عنوان سے آتی ہے۔ البتہ خوبصورت بات یہ ہے کہ ان تقاضوں کے آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پہلی 6 آیات میں اپنا تعارف ہمارے سامنے رکھا ہے تاکہ وضاحت ہو جائے اور سمجھی گئی آجائے کہ آگے جو تقاضے آرہے ہیں وہ کسی شخص کے نہیں ہیں بلکہ وہ تقاضے اللہ رب العالمین کے ہیں اور اس کے احکامات کو ناانہیں جاسکتا۔ اس لیے پہلے رب العالمین کا تعارف اس سورت میں آیا ہے۔ فرمایا:

مرتب: ابوابراهیم

”هم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔“ (آیت: 25)

اس تعلق سے پیغمبروں کا مشن اللہ کے نظام کو قائم کرنا تھا اور ختم نبوت کے بعد یہ مشن اب امت کے کندھوں پر ہے۔ اس امت کو کسی چھوٹے کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کو بہت بڑے مشن کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔ انبیاء علیہم السلام کا جو مشن تھا اس کی تکمیل کے لیے اس امت کو پیدا کیا گیا اور انبیاء کے مشن میں جہاں لوگوں کو عبادت کی دعوت دینا، تقویٰ اختیار کرنے کی دعوت دینا، استغفار و توبہ کرنے کی دعوت دینا، پیغمبر کی اطاعت کرنے کی دعوت دینا شامل تھا وہیں اس زمین پر

کی کمزوری بھی تھی۔ پھر مدینہ منورہ میں منافقین بھی تھے، جن کا دعویٰ تو ایمان کا تھا لیکن ان کا عمل اس کے برکس تھا۔ لہذا اس دور میں جو سورتیں نازل ہوئی ہیں ان میں ایسے لوگوں کے طرز عمل پر نکیر کیا جانا، ان کو حقیقی ایمان اور اس کے تقاضوں کی طرف متوجہ کیا جانا، یہ سب تفصیلات ان سورتوں کے مطالعے میں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو سورہ الحدید بڑی محبوب تھی۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ سے امت کی سطح پر کلام کیا اور رسولوں کا جو انقلابی مشن تھا اس کی طرف خصوصی طور پر امت کو توجہ دلائی ہے۔ فرمایا:

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

ماہ رمضان سے قبل ہم قرآن حکیم کا سلسلہ وار مطالعہ کر رہے تھے اور الحمد للہ سورۃ الواقعہ کا مطالعہ کامل ہوا تھا۔ اب اس کے بعد ہم نے سلسلہ وار مطالعہ کے لیے سورۃ الحدید کا انتخاب کیا ہے جو کہ 27 دین پارے کی آخری سورت ہے اور یہ مدنی سورت ہے۔ اس کے بعد اگلے پارے کے شروع میں نومدنی سورتیں ہیں۔ ان دس مدنی سورتوں کا خاصا یہ ہے کہ ان میں قرآن مجید کے شروع کی چار بڑی مدنی سورتوں (البقرہ، آل عمران، النساء، المائدہ) کے مضامین کا خلاصہ بیان ہوا ہے۔ ان مضامین میں ایمانیات، نفاق، جہاد، انفاق، فتال، غلبہ دین کی جدوجہد وغیرہ شامل ہیں، یہ بڑے اہم مضامین ہیں اور ان مضامین کے خلاصے اب ان مختصر مدنی سورتوں میں آئیں گے۔

گویا یوں کہا جاسکتا ہے کہ ایک شخص قرآن حکیم شروع سے پڑھتا ہوا آرہا ہے، شروع میں جو مضامین اس کے سامنے بہت تفصیل سے آئے تھے اب ان آخری مدنی سورتوں میں انہی مضامین کا خلاصہ اس کے سامنے آجائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ میں دس برس گزارے۔ سورۃ الحدید سمیت اکثر مدنی سورتیں پانچ ہجری اور اس کے بعد کے دور میں نازل ہوئی ہیں اور اس دور میں نئے نئے لوگ بھی مسلمان ہو رہے تھے۔ اس دور میں کچھ فتوحات بھی مسلمانوں کو مل رہی تھیں، وہ فتوحات دیکھ کر بھی کچھ لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے لیکن ابھی ان کی وہ تربیت نہیں ہوئی جو مکی دور میں اہل ایمان کی تربیت ہوئی تھی۔ ان نئے آنے والوں میں بہر حال عمل

سَبَّحَ اللَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَوَهْ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ① (الحمد لله)

تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ اور وہ بہت زبردست ہے، کمال حکمت والا۔“

ان سورتوں کو مسجات بھی کہا گیا یعنی جن سورتوں کا آغاز تسبیح باری تعالیٰ کے بیان سے ہوا ہے۔ عربی اسلوب کے اعتبار سے تسبیح کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ کسی شے کو اس کے مقام پر برقرار رکھنا۔ اللہ کی تسبیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو ذات بلند ہے، اس کو اس کے مقام بلند پر برقرار رکھنا، کوئی کمزوری اللہ کے ساتھ وابستہ نہیں کرنا جو مخلوق کے ساتھ ہے جیسے مشرکین کا تصور رہا کہ بتول کی پوجا اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ یہ خوش تو اللہ خوش۔ استغفار اللہ۔ حالانکہ اللہ میں ایسی کوئی کمزوری نہیں کہ وہ ڈائریکٹ نہیں سن سکتا۔ یہ دنیا کی کمزوریاں ہیں کہ آفیسر کو بتانا پڑتا ہے کہ یہ میرا بھانجا ہے، ایمان دار لڑکا ہے، اس کو نوکری پر رکھلو۔ کیا اللہ کو کوئی بتانے کی ضرورت ہے؟ اللہ کو ایسی کوئی حاجت نہیں ہے۔ لہذا تسبیح کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ہر عیب اور کمزوری سے پاک سمجھا جائے۔ لیکن یاد رکھیے کہ اللہ کا مقام بلند بس اتنا ہی نہیں ہے کہ اللہ اکبر کہہ لیا، سبحان اللہ کہہ لیا، اسی کو پکار لیا۔ اللہ کے مقام بلند کا تقاضا یہ بھی ہے کہ وہ خالق، مالک اور رازق اور حاکم بھی ہے۔ لہذا اس کا حکم بھی مانا جائے گا۔ باقی سب کے منوانے کی باتیں ہوتی نظر آتی ہیں۔ اپنے ملک کا جائزہ لے لیں۔ ججز اور سیاستدانوں کو دیکھ لیں کہ آئین کی بالادستی، قانون کی بالادستی کی بات کریں گے۔ کیا کوئی اللہ کے حکم کی بالادستی کی بھی بات کرے گا؟ اس کا خیال کسی کو نہیں؟ حالانکہ یہ بھی اللہ کی تسبیح کا تقاضا ہے۔ ایک آج ہمارے ہاتھوں میں بھی تسبیح ہوتی ہے۔ پہلے وہ دانوں کی شکل میں تھی اب وہ الیکٹرانک آگئی ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ یہ کوئی تسبیح نہیں ہے کہ گپ شپ ہو رہی ہے اور تسبیح بھی چل رہی ہے۔ یہ فیشنی تسبیح ہے جو سیاستدانوں اور کچھ دینی طبقات میں بھی ہے کہ ٹی وی بھی چل رہا ہے، زبان پر مغلظات بھی جاری ہیں اور تسبیح گھوم رہی ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون! تسبیح یہ ہے کہ پہلے اس کے الفاظ ادا کرنے ہیں اگر کوئی شمار کرنے کے لیے کوئی ذریعہ اختیار کرتا ہے تو ہم بحث نہیں کرتے

لیکن اس کی توجہ اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر ہمارا یہ خیال ہو کہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہہ کر تسبیح کے تقاضے پورے ہو گئے تو یہ بات درست نہیں ہے۔ سبحان اللہ کہنا تقاضا ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔

تسبیح رسول اللہ ﷺ نے سکھائی ہے مگر صرف یہ کہہ کر سمجھنا کہ تقاضے پورے ہو گئے تو یہ خام خیالی ہے۔

فرشتوں نے کیا کہا تھا اللہ کے سامنے:

«وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِمُحَمَّدٍ كَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط» (البقرة: 30) ”اور ہم آپ کی حمد و شناکے ساتھ تسبیح اور آپ کی تقدیس میں لگے ہوئے ہیں۔“

سب کچھ تو فرشتے کر رہے تھے لیکن اللہ نے فرمایا:

پریس ریلیز 20 مئی 2022ء

بھارتی عدالیہ نے یاسین ملک کو دہشت گرد قرار دے کر خود کو ہندو تو اک حصہ ثابت کر دیا

شجاع الدین شیخ

بھارتی عدالیہ نے یاسین ملک کو دہشت گرد قرار دے کر خود کو ہندو تو اک حصہ ثابت کر دیا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی ریاست کے تمام ستون اب سیکولر ازم سے دستبردار ہو کر ہندو تو اک ذیلی شعبہ جات بن چکے ہیں۔ کشمیری لیڈر یاسین ملک کے خلاف یہ متعصبا نہ فیصلہ ظاہر کرتا ہے کہ بھارتی عدالیہ آئین اور قانون کے مطابق فیصلے دینے کی بجائے بیجے پی کی حکومت کے رویے کو اپناتے ہوئے اسلام دشمنی کی بنیاد پر فیصلے صادر کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مودی حکومت کشمیر کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لیے تمام ناجائز ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ بھارتی حکومت نے 370 اور 35A کو آئین سے نکال کر کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کر دی۔ علاوہ ازیں وادی میں ظلم و ستم میں کئی گناہ اضافہ کر دیا مگر وہ اس تحریک کو کچلنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ انہوں نے عالمی اداروں سے سوال کیا کہ جمہوریت، آزادی تحریر و تقریر اور انسانی حقوق کے تحفظ کا دعویٰ کرنے والے، بھارتی حکومت کی ان ناروا پابندیوں اور ظالمانہ قوانین کے اطلاق پر کیوں خاموش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ طاغوتی قوتیں مسلمانوں کے باہمی انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم ڈھارہ ہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمانوں کا اتحاد ناگزیر ہے مسلمانوں کے پاس اس کے سوا کوئی آپشن نہیں کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کی حقیقی غلامی اختیار کریں تاکہ دنیوی آقاوں سے نجات اور آخری فلاح حاصل کر سکیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

تو صرف اللہ ہی کا ہے۔“

لیکن آج ساری سیاسی جماعتیں کہتی ہیں ہماری حاکیت، عوام کی حاکیت، ہمارے آئین کی بالادستی لیکن اللہ کو حاکم ماننے، اللہ کی حاکیت کو قائم کرنے کے لیے کوئی مخلص نظر نہیں آتا۔ جن کو اقتدار ملا پائچ پانچ سال انہوں نے بھی اسلام کے لیے کچھ کر کے نہیں دکھایا، کوئی پیش رفت کر کے نہیں دکھائی۔ ہماری محبت اسلام سے ہے۔ ہماری محبت پاکستان سے اس لیے ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا ہے۔ ہمیں کسی سے نفرت ہے نہ کسی سے محبت ہے۔ ہمارے ہاں چاہے فوجی حکمران ہوں یا سول ہوں ان میں سے کسی نے اگر اسلام کے لیے پیش قدی کی ہوتی ہے اس کے ساتھ ہوتی اور ہمیشہ رہتی اور اگر کوئی اس کے مطابق عمل کرے تو ہماری محبت اس کے ساتھ ہوتی۔ لیکن اگر اسلام کی بات نہیں ہے تو پاکستان کہاں محفوظ رہے گا۔ کیونکہ یہ بنا اسلام کے نام پر ہے۔ اسلام کو ہٹاتے ہی بلکہ دیش ہم نے بنواڑا، اس سے آگے بھی نفرتیں پیدا کر دے گے تو یہ محفوظ کہاں رہے گا؟ یہ اسی لیے ہے کہ آج یہ تصور امت کے ذہنوں سے نکل گیا کہ اللہ حاکم ہے اور اس کی حاکیت کا نفاذ ہونا چاہیے۔ اللہ ہمیں سمجھ دے اور ہمارے حکمرانوں اور اپوزیشن کی جماعتوں کو بھی ہدایت دے۔ اگر وہ نفاذ اسلام کی کوشش نہیں کرتے تو کل انہوں نے اللہ کو جواب دینا ہے، ہم نے بھی دینا ہے۔ سو چواہبھی مر گئے تو اللہ کو کیا جواب دو گے؟ ہم سب سوچیں۔ تم امریکہ کے ساتھ تعلقات بڑھا رہے ہو، روس کے ساتھ تعلقات بڑھا رہے ہو، کوئی پس پردہ اور کوئی سامنے آ کر تعلقات رکھ رہا ہے لیکن اللہ کے ساتھ تعلق کیسا ہے؟ ہماری اصل التجاہی ہے کہ نہ کسی سے نفرت، نہ کسی سے محبت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے اللہ کے لیے کسی سے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے کسی سے دشمنی کی اور اللہ ہی کے لیے دیا اور اللہ کے لیے نہیں دیا تو اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔“

اللہ ہمیں بھی اور ہمارے حکمرانوں کو بھی ہدایت نصیب فرمائے اور اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اللہ کی تسبیح حقیقی معنوں میں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے موقع پر تیس ہزار کاشکر لے کر گئے۔ اس دین کے غلبہ، توسعہ اور تقدیر کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ہیں۔ تسبیح کا یہ پہلو بھی امت کے سامنے رہنا چاہیے۔ آگے فرمایا:

»اللَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ« اسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی۔“ (المدید: 2)

بادشاہت اللہ کے لیے ہے۔ ہم آیت الکرسی میں الفاظ پڑھتے ہیں:

»اللَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ طَبَّ« (البقرہ: 255) ”جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔“

یہ بڑا انقلابی جملہ ہے۔ ہم کہتے ہیں میرا مال، میرا گھر، میری کرسی لیکن آیت الکرسی میں ہم پڑھتے ہیں کہ سب کچھ اللہ کا ہے، سورۃ الحمد میں ہم پڑھتے ہیں کہ

زمین و آسمان کی بادشاہی بھی اللہ کی ہے۔ یہ تصور آج امت کے ذہنوں سے نکل گیا اور وہ اپنی کرسی اور اقتدار کے لیے امت کو نکڑے نکڑے کر بیٹھے۔ حالانکہ دین یہ تصور دیتا ہے

کہ سب کچھ تیرے رب کا ہے، تو صرف امیں ہے، توکثوڈین ہے۔ اس تصور کے ساتھ احساس ذمہ داری

پیدا ہوتا ہے پھر زندگی ایک اثاثہ نہیں ایک liability محسوس ہوتی ہے۔ آدمی سمجھ جاتا ہے کہ یہ جو کچھ میرے

پاس ہے یہ میرا نہیں ہے بلکہ میرے ذمہ ایک قرض ہے۔ میں اس کے حوالے سے کل اللہ کے ہاں جوابدہ ہوں گا

چاہے یہ جسم ہو، مال ہو، جان ہو، اولاد ہو، گھر ہو، اختیار ہو، وسائل ہوں یا اقتدار ہو۔ عام آدمی سے لے کر حکمرانوں

تک سب کا خالق بھی اللہ ہے، مالک بھی اللہ، حاکم بھی اللہ ہے۔ لہذا مرضی رب کی چلے گی ہماری نہیں چلے گی۔ لیکن

یہ تصور امت بھول گئی۔ مسلمانوں میں ایسے ناہنجار قسم کے لوگ ہیں۔ جب ہم یہ باتیں بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تم تو سیاسی اسلام اور یہ یہ کل اسلام کی بات کر رہے ہو۔ استغفار اللہ! ان اللہ و انما الیہ راجعون! اگر قرآن

نہیں پڑھا اور پھر یہ جملے کہہ رہے ہیں تو اپنے گریبانوں میں جھانکیے کہ قرآن کیوں نہیں پڑھا۔ اگر قرآن پڑھا ہے اور پھر بھی یہ جملے کہہ رہے ہیں تو پھر سوچنے کا مقام ہے کہ

ایمان ہمارے دلوں میں ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں

تو کہتے ہیں کہ تم تو سیاسی اسلام اور یہ یہ کل اسلام کی بات

کر رہے ہو۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

»وَرَبَّكَ فَكَبِرُوا« (المدثر) ”اور اپنے رب کو بڑا کرو!“

اور اس اعلان کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، راتوں کو تجدی میں کھڑے ہوئے، دن میں جہاد کے لیے

ہیں، بہتان بھی لگ رہے ہیں اور برے نام بھی رکھے جا رہے ہیں۔ اس سے آگے بڑھ کر مار دھاڑ کی باتیں بھی ہو رہی ہیں۔ لیکن لوگوں کا خیال ہے کہ ہم کلمہ حق بیان کر رہے ہیں۔ عجیب بات ہے۔ بہر حال اللہ کو صرف تسبیح کرنا مطلوب نہیں تھا بلکہ کچھ اور مطلوب تھا۔ بقول شاعر ۔

یا وسعت افلک میں تکبیر مسلسل یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات وہ مذہب مردان خود آگاہ و خدا مست یہ مذہب ملا و جمادات و نباتات ایک ہے کہیں تھائی میں کسی جگہ پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا۔ یہ کام تو جمادات اور نباتات بھی کر رہے ہیں، وہ بھی اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں۔ یہ کون سی بڑی بات ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

”اُسی کی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور (وہ تمام خلق بھی) جوان میں ہے اور کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ وہ تسبیح کرتی ہے اس کی حمد کے ساتھ، لیکن تم نہیں سمجھ سکتے ان کی تسبیح کو۔“ (بنی اسرائیل: 44)

اور ایک ہے اللہ کی کبریائی کے اعلان کے ساتھ افلک میں اللہ کی تکبیر کا بلند ہونا، یعنی اس کی کبریائی کے نفاذ کے لیے کھڑا ہونا۔ جو شخص اس عظیم ترین کام کے لیے کھڑا ہے وہ اپنی حقیقت کو پہچانتا ہے کہ اللہ نے کتنے بڑے کام کے لیے مجھے پیدا کیا ہے۔ اپنی زبان سے اور اپنے حال سے کائنات کا ہر ذرہ ذرہ گواہی دے رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے اور وہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔ لیکن ہم مسلمانوں سے کچھ اور بھی تسبیح مطلوب ہے۔ ہم سے کوئی اور تکبیر اللہ کو مطلوب ہے۔ ہم سے فقط اتنا اللہ کا تقاضا نہیں ہے کہ ہم بھی سبحان اللہ کہہ کر اور کچھ روزے رکھ کر، کچھ نوافل ادا کر کے اور کچھ نیک اعمال کر کے مطمئن ہو جائیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خون اطہر طائف اور احمد میں بہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 259 صحابہ کرام علیہم السلام کی جانیں اللہ کی راہ میں پیش کیں یا نہیں؟ یہ مثالیں کہاں لے کے جائیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

»وَرَبَّكَ فَكَبِرُوا« (المدثر) ”اور اپنے رب کو بڑا کرو!“

اور اس اعلان کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے،

رہنماؤں کو تجدی میں کھڑے ہوئے، دن میں جہاد کے لیے

(VII) — 10 حضور رسالت

مپرس از من که احوالش چسان است
زمینش بد گهر چوں آسمان است
بر آں مرغے که پروردی بانجیر
تلائی دانه در صحرا گران است

ترجمہ مجھ سے مت پوچھ کے مسلمان کا حال کیا ہے؟ (کیونکہ) اس کی زمین آسمان کی طرح (اس کے لیے) ناموفق ہے۔ (وہ ذلت کی زندگی بسر کر رہا ہے۔) اس پرندے پر جس کی پرورش تم نے انجر سے پرورش کی ہو، صحرا میں دانہ تلاش کرنا بھاری ہے۔

تشريع اے چارہ بیچارگاں الصلوٰۃ والسلام علیک۔ آپ ہند کے مسلمانوں کے حالات نیکم سحر سے نہ سینے اور نہ مجھ سے پوچھئے کہ مجھ سے وہ خونچکاں اور دخراش نقشہ و منظر بیان نہ ہو سکے گا۔ دنیاوی حالات میں مسلمان غلام ابن غلام ابن غلام ہیں۔ ڈھورڈنگروں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں۔ خدائی کے دعوے دار مخصوص مغربی استعمار کے بوٹوں اور ابلیسی پالیسیوں کے دباو میں زندہ ہیں اور آخرت کا بھی معاملہ امید سے زیادہ بیم کی طرف جھکاؤ والا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی زندہ قوموں کی مدد کرتا ہے اور زندوں کا خدا ہے مردہ قومیں اور بے ضمیر انسانوں کی اللہ بھی مدد نہیں کرتا۔ «يَا أَكُلُونَ كَمَا أَكُلُ الْأُنْعَامَ» والا معاملہ ہے۔ وہ مسلمان جو کبھی شرق و غرب پر حکمران تھا (بما سے پہنچ تک) وہ آج ہند میں اپنے حقوق اور آزادی کے لیے اٹھ کھڑا ہونے کی زحمت برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ مغربی عالی دماغوں نے امت مسلمہ پر کس طرح ڈاکہ ڈال رکھا ہے وہ ابلیس کی زبانی ان اشعار میں خود عیاں ہے:

ہوں، مگر میری جہاں بنی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیت کا اک پرده ہو، کیا اس سے خطر!
ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود فگر
کاروبار شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ میر و سلطان، پر نہیں ہے منحصر
مجلسِ ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سلطان، غیر کی کھیتی پہ جس کی نظر

(VI) — 10 حضور رسالت

21

مسلمان شرمسار از بے کلاہی است
کہ دینش مردہ و فقرش خانقاہی است
تو دانی در جہاں میراث ما چیست
گلیے از قماش پادشاہی است!

ترجمہ مسلمان (دنیا میں) اپنی بے قعی کی وجہ سے شرمند ہے۔ کیونکہ اس کا دین مردہ ہے اور اس کا فقر خانقاہی (بے عمل) ہے۔
تو جانتا ہے کہ دنیا میں ہماری میراث (مسلمانوں کا ورثہ) کیا ہے؟ (ہمارا ورثہ)
ایک گذڑی ہے جو اسلاف کے مال و متعہ سے حاصل کیا گیا ہے۔

تشريع اے رسول خدا ﷺ آج کا مسلمان اپنی بے قعی اور اسلام کی مغلوبیت پر شرمند ہے کہ آج اس کا دین، اسلام بے اثر اور مسلمانوں کی عملی زندگیوں میں رہنمائی سے بے تعلق ہے اور دینی زعماء کی تعلیمات و تلقینات کا نقطہ عروج تصوف اور خانقاہی نظام ہے جو اپنی تاثیر کھو چکا ہے خود پیرانِ عظام کی اولادیں دین کے تابع زندگی نہیں گزار رہیں تو وہ دوسروں کو کیا متاثر کریں گے۔

آپ ﷺ تو جانتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی اصل میراث ہے تو خلافت ہے، حکومت ہے، انسانیت کو رب العالمین کے احکام کے تابع چلانا ہے جس سے آج کا مسلم معاشرہ خود بے بہرہ ہے۔ ہماری میراث تو اہل دین سیاست میں ہوں یا مسند علم پر یا سجادہ طریقت پر غلبہ دین کے ساتھ سادگی، فقر اور درویشی کی زندگی گزارنا ہے جس کی مثال حضرات خلفاء راشدین اور خود ہمارے پیغمبر ﷺ پر ایجاد ہیں۔ اس دورِ زوال میں عوام بے یار و مددگار ہیں اور حکمران، علماء اور درویش دولت کے نئے دوڑیاں میں مسٹ ہیں۔ بقول حضرت عبد اللہ مبارک رضی اللہ عنہ:

وَهَلْ أَفْسَدَ الدِّينَ إِلَّا الْمُلُوكُ وَأَحْبَارُ سَوْءٍ وَرُهْبَانُهَا
(دین میں فساد پیدا نہیں کیا مگر بادشاہوں نے اور علمائے سوء نے اور (جاہل) پیروں نے)
اور بقول علامہ اقبال ہے

باتی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری
اے کشته سلطانی و ملائی و پیری!

امریکہ دوستی کی آڑ میں پاکستان سے دشمنی کرتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے سینگھ ہرالدز نے اپنے بھی مذاہات کو پیچے چھوڑ کر امریکی مذاہات کو ہندو رکھا ہاں ایوب بھیگ ہرالدز

امریکہ دنیا میں اپنا غلبہ چاہتا ہے لیکن حقیقت میں اس کے پیچے صہیونی مقاصد بھی ہیں جو کہ دجال کی عالمی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں: رضاء الحق

پاکستانی سیاست اور امریکہ کی سازش یا مداخلت؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

اسرائیل کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ دوسری مثال ذوالفقار علی بھٹو کی ہے۔ ان کے خلاف تحریک چلی اور پھر ان کو کرسی سے اتارا گیا اور پھانسی دی گئی۔ کیونکہ انہوں نے اسلامی کانفرنس بلائی تھی اور پاکستان کو ایسی طاقت بنانے کی بات بھی کی تھی۔ اس پر ہنری سنبھر نے بھٹو کو باقاعدہ دھمکیاں دیں۔ پھر 1999ء میں نواز شریف کے خلاف جو کچھ ہوا وہ بھی ایک پورے پلان کا حصہ تھا کہ نائیں الیون کے بعد کس طرح کی رجیم چاہیے جس سے باقیں منوائی جاسکتی ہیں۔ پھر اسی مشرف کو جب 2007ء میں رخصت کرنا تھا تو پھر پورا این آرا کا سلسلہ چلا یا گیا اور ایک رجیم تبدیل کی گئی۔ عمران خان حکومت کے حوالے سے بھی سب مانتے ہیں کہ امریکہ نے مداخلت کی ہے۔ یہاں کے لوگ جانتے بوجھتے اس سازش کا حصہ بننے یا نہیں وہ ایک الگ بحث ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ زیادہ تر لوگ جانتے بوجھتے کسی بیرونی یا اندروں سازش کا حصہ نہیں بنتے۔ لیکن اگری آئی اے کی رجیم چینج کی پلے بک کو دیکھا جائے تو 1946ء سے لے کر 2000ء تک امریکہ نے 81 ممالک میں رجیم چینج کی۔ 81 تو وہ ہیں جویں آئی اے خود مان چکا ہے۔ باقی اُس نے پوری دنیا میں رجیم بد لئے کی کوشش کی۔ بہر حال رجیم چینج کے لیے ان کو اندروں آلہ کا رچا ہیے ہوتے ہیں جن کو وہ استعمال کرتے ہیں۔ رجیم چینج کے اس امریکی طریقہ کارکو سمجھنے کے لیے چلی بہترین مثال ہے جہاں پہلے اس نے اپوزیشن کو ابھارا، پھر این جی او ز کو استعمال کیا، پھر میڈیا کے ذریعے ایک رائے عامہ ہموار کی کر دیا، حکومت بالکل ناکام ہو چکی ہے اور ہمیں نئی حکومت کی ضرورت ہے، پھر کچھ قومی اداروں کو بھی استعمال کیا

الا اللہ محمد رسول اللہ) میں ہی پہلے نبی اور اس کے بعد اثبات ہے۔ لیکن آج طاغوتی قوتوں کے سامنے لاکھنا بڑا مشکل بھی ہے اور محنت طلب بھی ہے۔ اس کے لیے بڑی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ پھر امریکہ نے یہ سارے کام دشمنوں کی پیش بندی کے لیے کیے ہیں خاص طور پر چین، روس اور مشرق وسطیٰ کے حوالے سے، پھر ایشیا میں وہ

سوال: موجودہ فرعون امریکہ نے جس طرح پوری دنیا پر غلبہ حاصل کیا ہے اور مغلوب قوموں کے خلاف رجیم چینج کی پالیسی جس طرح وہ بناتا ہے اس کی تاریخ کیا ہے؟
رضاء الحق: آپ کے سوال میں تین نکات ہیں۔
1۔ عالمی غلبہ اور امریکہ کی خواہش۔
2۔ مغلوب قوموں پر امریکہ اپنا زور کیوں چلانا چاہتا ہے اور کیا صرف مغلوب قوموں پر ہی چلاتا ہے یا باقیوں کے خلاف بھی کوشش کرتا ہے۔

3۔ امریکی مداخلت کا کیا طریقہ کار ہے اور اس کی کیا تاریخ ہے۔

مرقب: محمد رفیق چودھری

انڈیا کو اشیرباد دے رہا ہے۔ یہ سب کچھ امریکہ اپنے عالمی غلبہ کے لیے کر رہا ہے اور اس کے پیچے صہیونی مقاصد بھی ہیں لیکن چونکہ آج سو شل میڈیا کے ذریعے ہر خبر عوام تک پہنچ رہی ہے اس لیے امریکہ دو باتوں سے خوف کھاتا ہے۔ ایک یہ کہ ممالک اپنی آزاد خارجہ پالیسی نہ بنائیں۔ چین نے جب اپنی آزاد خارجہ پالیسی بنانے کی کوشش کی تو امریکہ نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے مشرقی چین میں رجیم تبدیل کروائی لیکن اس کے بعد وہ چین کے معاملے میں کامیاب نہ ہو سکا اور چین نے بھر پور دفاع کیا۔ اسی طرح کا معاملہ روس کا تھا۔ یوکرائن میں امریکہ نے دو مرتبہ رجیم تبدیل کی لیکن اب وہاں روس نے اپنا قبضہ جمالیا ہے۔ پاکستان کے معاملے میں دیکھیں تو تو امریکہ کا کردار واضح ہے۔ کم از کم چار ادوا رائیے ہیں جن میں امریکی مداخلت کھل کر سامنے آتی ہے۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو شہید کروانے میں بھی انہیں کسی کی اشیرباد کے سہارے زندہ رہنا آسان نظر آتا ہے۔ اپنے تینیں خود ہمت کر کے، جواب دے کر زندہ رہنا کافی مشکل ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کے توکلمہ (لالہ

سعودی عرب کی حمایت کی یقین دہانی مشترکہ اعلامیہ میں کرا دی ہے۔ اس سے ایران، روس اور چین ناراض ہوں گے۔ حالانکہ شروع سے ہماری پالیسی یہ تھی کہ اگر کسی طاقت نے حریم شریفین کی طرف نظر بد سے دیکھا تو ہم سعودی عرب کی مدد کو جائیں گے وگرنہ ہم ان کے خارجی معاملات میں کوئی دخل نہیں دیں گے۔

سوال: ہمارا معاشرہ پولائزیشن کی طرف بڑھ رہا ہے۔ پولائزیشن کے منفی پہلو ہی ہیں یا کوئی ثابت پہلو بھی سامنے آ سکتا ہے؟

رضاء الحق: پولائزیشن ایک انتہائی سطح کی بات ہے، اس سے کم لیوں پر بھی بات کر سکتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ پولائزیشن ایک سنسنی خیزی کا طریقہ ہے اور یہ خاص مقاصد کے لیے بالخصوص میڈیا ٹولز میں آزمایا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ سنسنی خیزی پھیلائی جاسکے اور کسی معاملے کو حساس بنا کر پیش کیا جاسکے۔ بالخصوص یہ ہتھکنڈا ہاتبرڈ وار میں استعمال کیا گیا کہ پہلے وہاں اختلاف رائے کو ہوا دی گئی۔

پھر امریکہ نے مداخلت شروع کر دی اور کچھ لوگوں کو بشار الاسد کے خلاف کھڑا کیا اور اسلحہ بھی دیا۔ اس طرح امریکہ نے شام میں پولائزیشن پیدا کی۔ پاکستان کے معاملے میں بھی امریکہ نے مداخلت کی جس کو سب مانتے ہیں۔ سابقہ حکومت، عسکری قیادت حتیٰ کہ موجودہ وزیراعظم نے بھی کہا کہ مداخلت ہوئی لیکن وہ اس کو سازش نہیں سمجھتے۔ امریکہ کی پالیسیز اس طرح کی ہوتی ہیں کہ ان میں کئی مرتبہ انسان نادانی اور لا علمی میں اس کا آلہ کار بن جاتا ہے۔ پاکستان کی نئی حکومت کے بارے میں ہماری دعا ہے کہ وہ کامیاب ہو کیونکہ وہ ہماری اپنی حکومت ہے لیکن جو قومی موقف ہیں وہ ہرگز نہیں بدلنے چاہیں مثلاً کشمیر کے بارے میں ہمارا اصولی موقف ہے کہ اقوام متحده کی قراردادوں کے مطابق رائے شماری ہو۔ پھر جب انڈیا نے 15 اگست 2019ء میں کشمیر کے پیشہ سٹیشن کو ختم کیا تو اس کے بعد ہمارا موقف ہی تھا کہ جب تک انڈیا اس سٹیشن کو بحال نہیں کرتا اس وقت تک اس کے ساتھ تعلقات بحال نہیں ہو سکتے۔ لیکن اب ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہم انڈیا سے تعلقات بہتر بنانے کا پروگرام بنار ہے ہیں جس کا واضح مطلب ہے کہ ہم کشمیر کے پیشہ سٹیشن کے حوالے

سپاہی کا کردار ادا کیا۔ پھر مشرف کے دور میں بھی ایسا ہی کیا۔ ان تمام معاملات کو سامنے رکھیں تو یہی لگتا ہے کہ امریکہ نے اپنے مقاصد کے لیے ہمیں استعمال کیا اور ہم نے بھی اس کے مفادات میں استعمال ہونا بہتر سمجھا۔ یعنی اپنے سیاسی حریفوں کو شکست دینے کے لیے اور اقتدار اور دولت کی ہوں میں ہم نے پاکستان کو امریکہ کے پاس گروی رکھ دیا۔ عمران خان کے دور میں لگتا تھا کہ پاکستان ایک آزاد خارجہ پالیسی کی طرف جا رہا ہے۔ چین سے تعلقات میں مزید بہتری اور پھر روس کے ساتھ تعلقات بنانے کی کوشش کی گئی۔ خاص طور پر جب روس نے یوکرائن پر حملہ کیا اس وقت ہمارے وزیراعظم نے روس کا دورہ کیا جو بالکل واضح

1946ء سے لے کر 2000ء تک امریکہ نے 81 ممالک میں رجیم چینچ کی اس کے لیے امریکہ کو اندر ونی آلہ کار چاہیے ہوتے ہیں جن کو وہ استعمال کرتا ہے۔

اشارة تھا کہ ہمارا جھکاؤ اب روس کی طرف ہے۔ دورہ روس کے حوالے سے یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ اگر ہم اتنے مضبوط نہیں تھے تو پھر اتنی بڑی طاقت سے ٹکر نہیں لیں چاہیے تھی لیکن دوسری طرف دیکھیں تو آخر کسی کو تو یہ ٹکر لینی ہی تھی ورنہ ہم جھکتے جھکتے سجدے کی حالت تک پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ پھر حکومت کا خاتمہ ہوا اور ہماری نئی حکومت نے امریکی غلامی کا قلا دہ اپنی گردان میں سجالیا۔ لیکن جب بھی وقت آیا کہ پاکستان اس غلامی کے قلا دے کو اتنا پھینکنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر روس جانے کا اقدام بہت مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس وقت بھی روس نے کھلی بانہوں سے ہمارا استقبال کیا۔ اس نے ہمیں تیس فیصد کم پیسوں پر تیل اور گندم دینے پر آمادگی کا اظہار کر دیا تھا۔ اب ہم نے تیس ملین گندم بہت مہنگے ریٹ پر لی ہے جس کا پورا بوجھ ہمارے خزانے پر پڑے گا۔ بہر حال یہاں بھی ہمارے سیاستدانوں نے صرف امریکہ کی مدد حاصل کرنے کے لیے اپنے مفادات کو ترجیح دی اور اس کی مدد سے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ میں کہتا ہوں کہ نئی حکومت بھی روس سے یہ چیزیں سستے ریٹ پر خرید سکتی تھیں لیکن نئی حکومت والے توروس کا نام لینے سے ڈر رہے ہیں۔ پھر نئی حکومت نے امریکہ کی پسند کا ایک اور کام کیا ہے کہ یمن کے معاملے میں

گیا۔ اس کے ساتھ پچھلے ڈمن ممالک کو بھی ایسے استعمال کیا گیا تاکہ سکیورٹی ایشوبھی پیدا ہو جائے۔ پھر امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کے سفارت کاروں نے وہاں جا کر مداخلت کی اور دھمکیاں دیں۔ پھر بین الاقوامی اداروں کو شکنجہ کرنے کا کہا گیا۔ اس طرح آخر کار چلی کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہ رہا اور وہاں رجیم چینچ ہو گئی۔ پچھلے ممالک میں رجیم چینچ نہیں ہوئی مگر انتشار ضرور پھیلا جیسا کہ شام۔

سوال: پاکستان میں رجیم چینچ کرنے کی امریکہ کو کیوں ضرورت پیش آئی اس کا کیا پس منظر ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان اور امریکہ کے تعلقات ہمارے نزدیک قیام پاکستان سے چند ماہ پہلے ہی قائم ہو گئے تھے۔ جس کا ذکر آگے چل کر ہوگا۔ اس کے بعد ان دونوں ممالک کے تعلقات میں اتار چڑھا و آتے رہے۔ امریکہ نے پاکستان کا حلیف ہونے کے باوجود ایسا کردار ادا کیا جس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ پاکستان کا دوست تھا لیکن نہیں تھا۔ اس نے ایسا انداز اختیار کیا ہوا تھا کہ وہ پاکستان کا دوست کہلانے لیکن پاکستان کو ہمیشہ اپنی گرفت میں رکھے۔ 1962ء میں بھارت چین سرحدی جھٹپیں ہوئیں تو امریکہ نے پاکستان سے زیادہ اسلحہ بھارت سے دے دیا تاکہ پاکستان بھارت پر حملے کی پوزیشن میں نہ آ جائے۔ یعنی وہ پاکستان کو دوست کم اور غلام زیادہ رکھنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد جب ہمارے ہاں کرپشن اور ہوں اقتدار نے بدترین صورت اختیار کی تو ہمارے سیاستدان اور بیوروکریٹ اپنی لائچ کے تحت امریکی مفادات کا تحفظ کرتے رہے۔ بعض تاریخی حوالہ جات کے مطابق قیام پاکستان سے چند ماہ قبل جب امریکی سینیٹرز کے ایک وفد نے قائد اعظم سے ملاقات کی اور قائد اعظم نے خطے میں امریکی مفادات کے تحفظ کی یقین دہانی کرائی تھی۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ پاکستان کے مفادات کو گنو اکر امریکہ کے مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔ لیکن ہم نے اپنے مفادات کو پچھے چھوڑ کر امریکی مفادات کو مقدم رکھا۔ امریکہ نے روس کی جاسوسی کے لیے باقاعدہ پاکستان کی زمین استعمال کی جس پر روس نے پاکستان کو تنبیہ کی۔ جب ایوب خان کا مارشل لاءِ لگاتو یہ توقع تھی کہ اب پاکستان اپنے مفادات کا تحفظ کرے گا اور شروع میں پاکستان کافی مضبوط ہوتا نظر آیا لیکن بعد میں ہم بری طرح گرے اور امریکی مفادات کا تحفظ شروع کر دیا۔ پھر جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو ہم نے امریکہ کے

سے بد لے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے)، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔” (صحیح مسلم) اور یہ قرآن و حدیث کا ہم سے تقاضا ہے۔ اس سے اگلamer حله اقامت دین کی جدوجہد ہے۔ باñی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد ایک حدیث کا حوالہ دیا کرتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دین خیر خواہی کا نام ہے۔“ ہم (صحابہؓ) نے کہا (خیر خواہی) کس کے لیے ہو؟ آپؑ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے لیے، اُس کی کتاب کے لیے، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں اور عوام کے لیے۔“ (صحیح بخاری)

گویا مسلمانوں کے لیئروں اور عوام کے ساتھ تمام طبقات کو نصیح و خیر خواہی کا معاملہ کرنا چاہیے۔ یعنی ان کو نصیحت کرنا اور اچھا مشورہ دینا۔ یہ کام کسی ایک گروہ کا نہیں بلکہ دینی اور نہ ہی جماعتوں کا بھی کام ہے اور تمام ان لوگوں کا کام ہے جو کسی نہ کسی جگہ اپناروں ادا کر رہے ہیں۔



قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی
ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ضرورت رشته

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 29 سال، تعلیم بی ایس سافٹ ویر انجینئر، دیوبز کمپنی بند آفس میں اسٹینٹ منجر کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ (بھائی): 0321-9469384

(والد): 0321-4197298

☆ لاہور میں رہائش پذیر نیک شخص کو عقد ثانی (پہلی بیوی فوت)، عمر 57 سال، ذاتی گھر، گورنمنٹ جاپ کو عقد ثانی کے لیے نیک سیرت و خوبصورت کنوواری، بیوہ، مطلقہ خاتون کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-4595006

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 34 سال، تعلیم ایم فل مینجنمنٹ، قد 5.5 کے لیے دینی مزاج کے حامل شخص کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0321-7629702

تعریف کرتے۔ لوگوں کو اس معاملے میں عدل کا معیار قائم رکھنا چاہیے کہ جوبات کہی جا رہی ہے اس میں کتنی صداقت ہے۔ مثال کے طور پر میں اگر کسی جماعت کے اچھے کام کی تعریف کرتا ہوں تو کوئی مجھے اس جماعت کا کارکن سمجھتا ہے تو یہ زیادتی ہے۔ بعض لوگوں کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے رجحان کے مطابق بات کی جائے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں لیکن جو نہیں ان کے رجحان کے خلاف بات ہو گی تو اس کو کسی نہ کسی جماعت سے جوڑ دیتے ہیں۔ یہ طریقہ کار مناسب نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کا اچھی طرح جائزہ لینا چاہیے، اچھی طرح تجزیہ کرنا چاہیے اور خود یکھنا چاہیے کہ کیا یہ بات صحیح ہے۔

ہر آدمی یہ اصول بنائے کہ میں ہمیشہ حق و صحیح کی حمایت کروں گا اور غلط بات کی مخالفت کروں گا چاہے وہ کسی بھی جماعت میں ہو۔ ہر آدمی کو اپنے اندر برداشت اور سوچ و فکر میں توازن پیدا کرنا چاہیے۔ یعنی باشور شہری کو سیاسی طور پر معتدل ضرور رہنا چاہیے۔

سوال: اس وقت قوم پورا نہ ہے۔ یہاں اسلام کو غالب کرنے کی جدوجہد کرنے والا باقاعدہ ایک طبقہ ہے۔ یعنی اسلام پسند طبقہ ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؓ کہتے تھے کہ اپنا کام کرو لیکن دوسروں کے کام کی بھی قدر کرو۔ یعنی اعتدال پر قائم رہو۔ اس کا کیا طریقہ ہے؟

رضاء الحق: ڈاکٹر صاحبؓ کا جو منہج ہے وہ چودہ سوال کی لڑی ہے جو چلتی آرہی ہے جو منصوص، مسنون، ما ثور اور معقول بھی ہے۔ دین کا جامع تصور یہ ہے کہ اسلام کے دو بڑے گوشے ہیں ایک انفرادی اور دوسرا اجتماعی۔ عام طور پر لوگ انفرادی گوشے کی طرف توجہ دیتے ہیں اور اجتماعی گوشے کو بھول جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں آتا ہے: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي الْسِّلْمِ كَافَةً ص﴾ (البقرہ: 208) ”اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔“

یعنی اسلام کے سیاسی، سماجی اور معاشی تمام گوشوں میں داخل ہو جاؤ۔ اسی طرح دین کے فرائض کا بھی ایک جامع تصور موجود ہے۔ اس میں ہم نے انفرادی طور پر خود کو بہتر بنانا ہے۔ پھر دوسروں کو خیر کی دعوت دینا ہے یعنی امر بالمعروف اور نبی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کرنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں جو شخص برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ (طاقت)

سے انڈیا کے فیصلے کو تسلیم کر رہے ہیں۔ بہر حال حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے درمیان تباہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر پولیسیشن بہت زیادہ بڑھادی جائے تو خداخواست civil unrest کی طرف بھی بات جاسکتی ہے۔ ان معاملات کو حل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ اپنے اندر برداشت پیدا کی جائے۔ تنقید کو برداشت کرنا چاہیے یہ تمام اداروں اور سیاسی جماعتوں اور لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ پھر اخلاقیات کا دائرہ پار نہیں کرنا چاہیے یعنی ذاتیات پر نہیں اتنا چاہیے۔ جتنا جلدی ہو سکے نئے شفاف انتخابات کروادیں۔ پھر اس مداخلت کے معاملے پر تحقیق ہونی چاہیے لیکن پھر وہی بات کہ تحقیق کون کرے گا۔ سپریم کورٹ کے تحت اس کی تحقیقات کروالی جائیں۔ اس کے بہت سارے فائدے ہیں۔ مثلاً اداروں پر لوگوں کا اعتماد دوبارہ بحال ہو جائے گا۔ سیاسی افراتفری بھی کم ہو جائے گی۔

سوال: لوگوں میں برداشت کا مادہ بہت کم ہو چکا ہے۔ وہ فوری طور پر لیبل لگادیتے ہیں کہ یہ فلاں جماعت کا ہے وہ فلاں جماعت کا ہے اور یہ آج کا معاملہ نہیں ہے بلکہ باñی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؓ کے زمانے میں بھی ایسا ہوتا تھا۔ وہ بھی حق بات بیان کرتے تو لوگ ان پر بھی لیبل لگاتے تھے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: کوئی بھی باشور شہری اپنے ملک کی سیاست سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا۔ اس میں شدت اس وقت آتی ہے جب آپؑ کسی نظریے کی بجائے اپنے آپ کو کسی شخصیت یا جماعت سے یوں جوڑ لیتے ہیں کہ جیسے وہی عدل کی کسوٹی ہو۔ یعنی وہ شخصیت یا جماعت جو بات بھی کہے تو وہ حق ہے جبکہ دوسرا کوئی کہے تو وہ غلط ہے۔ حالانکہ تمام انسانوں میں صرف انبیاء کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ ان کی ہربات حق پر مبنی ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ ہر انسان سے غلطی اور خطہ ہو سکتی ہے۔ کوئی کسی بھی سیاسی جماعت سے واپسی کو حق و باطل کا معیار نہ سمجھ لے۔ باñی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؓ نے اس حوالے سے بہت بہترین طریقہ کار استعمال کیا تھا۔ ان کے دور میں پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نون آمنے سامنے ہوتی تھیں۔ ڈاکٹر صاحبؓ سیاسی جماعتوں کے معاملے میں عدل کو ملحوظ خاطر رکھتے اور اگر کوئی اچھا کام پیپلز پارٹی کرتی تو اس کی حمایت کرتے اور اگر مسلم لیگ نون کرتی تو اس کی

19 سال بعد جنگ بندی

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

سودی قوانین (22 قوانین) کا جائزہ لے کر بینک سمیت تمام سودی لین دین کو حرام قرار دیا اور وفاقی حکومت اور تمام صوبوں سے بھی کہا کہ وہ 30 جون 1992ء تک متعلقہ قوانین میں تبدیلی کر لیں اور یہ بھی کہ کیم جولائی 1992ء سے تمام سودی قوانین غیر آئینی ہو جائیں گے اور تمام سودی کار و بار غیر اسلامی ہونے کی بنابر ممنوع قرار پائے گا۔ اس فیصلے پر عمل کرنے کے لیے ایک سال کی مدت دی گئی تھی جبکہ موجودہ فیصلے میں 5 سال کی مدت کا تعین کیا گیا ہے جو کہ بہت زیادہ ہے۔ اگر شریعت اپیلیٹ نج سے درخواست کی جائے کہ وہ وفاقی شرعی عدالت کی دی گئی 5 سال کی مدت کو کم کر کے 3 سال کر دے تو زیادہ مناسب ہو گا۔ اگر نیت درست ہو اور یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے تو اس فیصلے پر جلد از جلد عمل کی کوشش کی جائے نہ کہ تاخیر کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مولی جائے۔

ہم تو یہ بھی درخواست کریں گے کہ وفاقی شرعی عدالت کو از خود نوٹس لے کر ملک سے تمام غیر شرعی قوانین کے خاتمے کے لیے اپنا شرعی فریضہ ادا کرنے کی طرف پیش رفت کرنی چاہیے۔ اس حوالے سے جماعت اسلامی، تنظیم اسلامی اور جمیعت علماء اسلام کے علاوہ ملی یونیورسٹی کو نسل اور تمام دینی و مذہبی جماعتوں کو بھی مل کر عوامی آگاہی کے ساتھ ساتھ شرعی عدالت کی مدد کرنی چاہیے جس طرح سودے متعلق فیصلے کے سلسلے میں بھر پور معاونت کی گئی۔ ملکی قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنانے کے لیے اسلامی نظریاتی کو نسل نے پہلے ہی کام کمکل کیا ہوا ہے۔ اس سے پر کافی محنت ہوئی ہے اور قوم کا سرمایہ بھی لگا ہے۔ اس سے بھر پور فائدہ اٹھایا جائے۔ سود کے خاتمے سے جس طرح نظام معیشت کی اصلاح کا بڑا کام ہو گا اسی طرح ملک میں راجح عائلی قوانین کو اسلام کے احکام سے ہم آہنگ بنانے سے سماجی نظام کی بہتری ہو گی۔ دیگر قوانین جیسے قصاص، حدود اور اسلامی تغیرات کے نفاذ کے ساتھ و راثت سے متعلق اسلامی قوانین کے اجراء سے اسلام کا معاشرتی نظام مضبوط بنیادوں پر استوار ہو گا اور پوری دنیا کے لیے مثال بنے گا۔ ان شاء اللہ

کٹھن ہو گا جس کا تصور کر کے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ ملک کی اعلیٰ عداتوں کو وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عمل کرانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ افواج پاکستان کو جنگی بنیادوں پر اس اہم ملی معااملے پر عمل درآمد کرانے میں اپنا حصہ ڈالنا چاہیے۔ دینی سیاسی جماعتوں کو اس فیصلے پر عمل درآمد کو اپنی ترجیح اول بنانا چاہیے۔ اس ضمن میں تنظیم اسلامی اور جماعت اسلامی نے پہلے ہی فعال کردار ادا کیا ہے۔ دیگر دینی و سیاسی جماعتوں کو بھی سامنے آنا چاہیے۔ بالخصوص جمیعت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمن سے درخواست ہے کہ وہ ضرور اس کا رخیر میں اپنا حصہ ڈالیں۔ حکومت اگر ترغیب و تشویق سے نہ مانے تو ایک ملک گیر بھر پور تحریک چلا کر حکومت کو اس فیصلے پر عمل کے لیے مجبور کیا جائے۔ موجودہ فیصلے میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ بہت سے غیر مسلم ممالک جن میں چین بھی شامل ہے بلا سود مالی معاملات میں دچکی رکھتے ہیں اور انہوں نے سود کے بغیر تجارتی معاملات کی پیش کش بھی کی ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم سودی معاملات فی الغور چھوڑ دیں۔ اگر ہم صدق دل سے اپنے پروردگار کا حکم مانیں گے تو وہ ہمیں اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے گا۔

وفاقی شرعی عدالت کے موجودہ فیصلے اور سابقہ (1991ء) فیصلے کا تقابیلی جائزہ لیا جائے تو ان میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ گزشتہ فیصلے میں عدالت نے صرف یہ کہ سود کی ایسی تعریف متعین کی جسے معیار بنانا کر مروجہ نظام معیشت میں پائے جانے والے سودی معاملات اور آئین/ دستور میں مذکور سودی دفعات کا جائزہ لیا جا سکتا تھا، بلکہ راجح تمام مقام و مرتبے کے اعتبار سے حساب لے گا۔ وہ مرحلہ بہت

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی موجودہ شرعی عدالت نے 28 اپریل 2022ء کو 19 سال بعد سود کے خلاف تاریخی فیصلہ دے کر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ کے خاتمه کا مستحسن اقدام کیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ دیر آئید درست آید کے مصدق 19 سال بعد اعلان جنگ بندی کے اس فیصلے کی حکومت وقت پاسداری کرے گی اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائے گی۔ مسلم لیگ (ن) کی نوزائیدہ حکومت کے لیے یہ ایک نادر موقع ہے کہ وہ اپنے گزشتہ ادوار حکومت میں کیے گئے غلط فیصلوں کی تلافی کرے جو اس کے لیے "توبۃ النصوح" بن جائے گی۔ وفاقی شرعی عدالت کے اکتوبر 1991ء کے تاریخ ساز فیصلے پر عمل درآمد ہو جاتا یا شریعت اپیلیٹ نج کے دسمبر 1999ء کے فیصلے کو ہی قبول کر لیا جاتا تواب تک سود جیسے کبیرہ گناہ سے پوری ملت اسلامیہ پاکستان نج جاتی۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ہم نے وقت ضائع کیا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ کو خاطر میں نہ لائے۔ اب ایک بار پھر اللہ نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم اس معااملے میں سنجیدگی دکھائیں اور خلوص نیت سے موجودہ فیصلے پر عمل درآمد کا فوری طور پر آغاز کر دیں اور شرعی عدالت نے جو وقت متعین کیا ہے اس کے اندر اندر اس عظیم کام کو پایہ تتمکیل تک پہنچائیں۔

اس ضمن میں حکومت کی مدد کے لیے ملک کے مقندر حلقوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ ہر ادارے کے افراد مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کے مکلف ہیں۔ جس کے پاس جتنا زیادہ اختیار ہے وہ اس حوالے سے زیادہ مسئول ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہر ایک نے جلد یا بدیر پہنچا ہے۔ اللہ ہر ایک سے اس کے مقام و مرتبے کے اعتبار سے حساب لے گا۔ وہ مرحلہ بہت

سیدہ ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مرود

سے کہا کہ میں نے بچوں پر نگاہ رکھنے کا کہا تھا۔ بیوی نے کہا کہ میں نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا البتہ ایک دن معاذ نے اس کی مبلغ کی کچھ باتیں سن لی تھیں۔

حضرت عمر بن جموع نے حضرت معاذ کو بلا یا اور کہا کہ جو کچھ آپ نے مکہ سے آنے والے مبلغ سے سنا ہے، وہ مجھے بھی سناؤ۔

حضرت معاذ نے تعوذ، تسمیہ کے بعد پوری سورۃ فاتحہ سنائی۔ حضرت عمر پر کلام اللہ کا بڑا اثر ہوا اور کہا کہ یہ کلام کتنا دلکش، دلفریب اور خوبصورت ہے۔

حضرت عمر بن جموع نے کہا: ”تم سب گواہ رہنا، میں نے ایمان قبول کر لیا ہے اور میں تمہارے رو برو گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ کے رسول ہیں۔ آپ کے ایمان لانے سے پورا خاندان مسرت و شادمانی سے جھوم اٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے کہا تھا: ”مجھے اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم میں سے ایسے افراد بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دیں تو اللہ ان کی لاج رکھ لے، ان میں سے ایک عمر بن جموع ہیں۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ جنت میں لنگڑا تا ہوا چل رہا ہے۔“

فضائل و مناقب

حضرت ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہا برڑی راسخ العقیدہ مسلمان تھیں اور ان کو سر درد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی۔ 3 ہجری میں غزوہ احمد کے موقع پر انہوں نے صبر و استقامت، جوش ایمان اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا جیران کی مظاہرہ کیا کہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ خاوند، بیٹی اور بھائی کی شہادت

غزوہ احمد میں حضرت ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت عمر بن جموع، بیٹی حضرت خلاد بن جبل اور ان کے شہزادی حضرت عبد اللہ بن عمر و بن حرام تینوں نے مردانہ وارثہ کر شہادت پائی۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ بنت عمر و رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جنگ احمد میں میرے والد کی لاش کو لا یا گیا۔ اس کا مثلہ کردیا گیا تھا یعنی اس کے ناک کان کے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاش سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا کہ فرشتہ اپنے پروں سے اس پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہا اور

کرچک تھے لیکن ان کے باپ کو علم نہیں تھا۔ سیدہ ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہا کے بیٹے سیدنا مصعب بن عمير کی مجالس میں بڑی پابندی کتنا دلکش، دلفریب اور خوبصورت ہے۔

حضرت عمر بن جموع نے کہا: ”تم سب گواہ رہنا، معرفہ راوی حضرت جابر بن عبد اللہ بنت عمر و رضی اللہ عنہا کی پھوپھی تھیں۔“

حضرت عمر بن جموع نے اپنی بیوی سے کہا: ”ذراء

کڑی نگاہ رکھنا کہ کہیں تیرے بیٹے مکہ سے آنے والے آدمی سے نہ ملنے پائیں، وہ انہیں خراب کر دے گا۔ اگر ان کا جادو ان پر چل گیا تو یہ بیٹے ہمارے کام کے نہیں رہیں گے۔“

حضرت ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہا نے کہا: ”آپ مطمئن رہیں۔“

عمر و رضی اللہ عنہا بن جموع نے جب شہزادی ایک عمدہ لکڑی لا کر ایک بنت بنایا، اس کا نام مناہ رکھا۔ عمدہ لباس پہنایا اور اعلیٰ خوشبو سے مہر کایا۔ روز اس کی پوجا کرتا تھا۔ ایک رات ان کے بیٹے

معاذ بن عمر و رضی اللہ عنہا بن جبل کے ہمراہ بنت کو کوڑے کے ڈھیر پر سچینک آئے۔ عمر و بن جموع صبح اٹھے تو

بت غائب تھا۔ غصے کی حالت میں گھروالوں سے پوچھا اور تلاش کرتے ہوئے کوڑے کے ڈھیر سے واپس لائے۔

گندگی سے صاف کیا، خوشبو لگائی۔ بنت سے کہا کہ جس نے آپ کے ساتھ یہ ظلم کیا میں ضرور اس سے انتقام لوں گا۔ پھر ایک تواریث کے گلے میں ڈال دی اور کہا کہ اس سے اپنا

دفاع کرنا اور اپنے ڈمن کا کام تمام کر دینا۔

دوسری رات پھر معاذ بن جبل اور ان کے بیٹوں نے بت کو کوڑے پر سچینک دیا اور ایک مراہکتا بھی اس کے ساتھ باندھ لیا۔

عمر و بن جموع صبح اٹھے، پھر بت غائب تھا۔ جب

آپ نے دیکھا کہ بت گندگی کے ڈھیر پر پڑا ہے اور اس کی گردن کے ساتھ مراہکتا بھی بندھا ہوا ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ بہت تو اپنا دفاع نہیں کر سکتا اور وہ اپنی تذلیل پر خوش ہے۔ اسے وہیں گندگی میں پڑا چھوڑ کر اور غمزدہ گھر آئے۔

بیوی اور بیٹوں نے پریشانی کی وجہ پوچھی۔ آپ نے بیوی

نام و نسب

نام ہند، والد کا نام عمر و بن حرام، بھائی کا نام عبد اللہ بن عمر و بن حرام تھا۔ سیدہ ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہا حدیث کے مشہور و اپنی والدہ کو سکھاتے تھے۔

سیدہ ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ بنو سلمہ سے تھا۔

ہند بنت عمر و بن حرام بن شعبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بن علی بن اسد بن سارہ بن یزید بن جشم بن خزرج۔

شادی

حضرت ہند کی شادی سید الانصار حضرت عمر و بن جموع سے ہوئی۔

عمر و رضی اللہ عنہا بن جموع زمانہ جاہلیت میں یثرب کے سردار تھے اور ان کا شمار النصار مددینہ کے معززین میں ہوتا تھا۔

سیدہ ہند اور خاوند کا قبول اسلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مصعب بن عمير رضی اللہ عنہ کو اہل مدینہ کو دینی احکام کی تعلیم کے لیے مدینہ منورہ بھیجا۔ ان کی دعوت سے اسلام پھیلا۔ انہوں نے اہل مدینہ کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ قرآن سن کر اہل مدینہ حقوق داروںہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ سیدہ ہند اور خاوند اور حضرت عمر و رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت

معاذ بن جبل اور حضرت نبی کے پہلے سعادت اندوڑ اسلام ہوئے۔

جبکہ حضرت عمر و بن جموع بھارت نبی کے بعد (غزوہ بدر سے کچھ عرصہ پہلے) مسلمان ہوئے۔

حضرت ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت عمر و بن جموع کا شمار الانصار کے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے لیکن حضرت ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہ کو تقدیر میں ان پر فضیلت حاصل ہے۔

سیدہ ہند بنت عمر و رضی اللہ عنہا کے تین بیٹے معوذ، معاذ اور خلاد پہلے ہی حضرت مصعب بن عمير رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دین اسلام قبول

کلیع القرآن (قرآن کالج) لاہور

دفائق المدارس سے الحاق شدہ

بانی: داکٹر راجحہ

191- اتنازک بلاک، نیو گارڈن، لاہور

”تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھیں
اور دوسروں کو قرآن سکھائیں۔“ (حدیث نبوی ﷺ)

درس نظامی کے ساتھ ساتھ میٹرک (آرٹس، سائنس)۔ ایف اے۔ آئی کام۔ بی اے اور ایم اے کے خواہش مند طلبہ کے لیے تمام درجات (ثانویہ عامہ۔ ثانویہ خاصہ۔ عالیہ اور عالمیہ) میں

داخلہ شروع

اہلیت برائے داخلہ

- برائے درجہ ثانویہ عامہ (درجہ اولی) آٹھویں جماعت پاس۔ میٹرک پاس کو ترجیح دی جائے گی۔
- برائے درجہ ثانویہ خاصہ (درجہ ثالثہ۔ درجہ رابعہ) میٹرک مع درجہ ثانیہ پاس۔
- برائے درجہ عالیہ (درجہ خامسہ۔ درجہ سادسہ) ایف اے مع درجہ رابعہ پاس۔
- برائے درجہ عالمیہ (موقوف علیہ۔ دورہ حدیث) بی اے مع درجہ سادسہ پاس۔

شیڈول برائے داخلہ

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 25 مئی 2022ء اتنرویا اور تحریری شیست 25 مئی 2022ء^ء
کالائز کا آغاز 26 مئی 2022ء

خصوصیات

- دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم لازمی
- حفاظ۔ ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے مراعات
- دفائق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ/ پنجاب یونیورسٹی کا انصاب
- نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ کے لیے وظائف

المعلم

برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637
حافظ عاطف وحید، نعمت

دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395
ریاض اسماعیل، پرنسپل

اپنے ساتھ لے گئی تھیں۔ اس پر اپنے شوہر، فرزند اور بھائی کی لاشیں لاد کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ راستے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض میں جو چند خواتین کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر گیری کے لیے میدانِ احمد کی طرف آرہی تھیں۔ ام المؤمنین رض نے حضرت ہند رض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کی۔ انہوں نے کہا: ”الحمد للہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول اور مومنوں کا دفاع کیا ہے اور کچھ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے سرفراز کیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپ رض روپڑی۔ اور کہا کہ یہ لاش میرے شوہر، بھائی اور فرزند کی ہیں۔ جنہوں نے لڑائی میں شہادت پائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ شہداء کو اسی جگہ دفن کر دیا جائے جس جگہ انہوں نے شہادت پائی ہے۔ جبکہ حضرت ہند رض ان کو مدینہ میں دفن کرنا چاہتی تھیں۔

ان کا اونٹ راستے میں بیٹھ گیا۔ ہر چند اس کو ہائکا گیا لیکن وہ مدینہ کی طرف نہ گیا۔ جب اس کا منہ احمد کی طرف موڑا تو وہ چل پڑا۔

حضرت ہند رض تینوں شہداء کی لاشیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں۔ اس وقت آپ رض دوسرے شہیدوں کی لاشیں دفن کر رہے تھے۔

آپ رض نے حضرت ہند رض سے پوچھا: ”کیا ان میں سے کسی نے گھر سے چلتے وقت کچھ کہا تھا۔“ حضرت ہند رض نے کہا: ”ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے شوہر (عمرو بن جموع) نے گھر سے چلتے وقت یہ دعا مانگی تھی کہ الہی مجھ کو شہادت نصیب فرمائیو اور مجھ کو ناماہیڈ اپنے اہل و عیال میں واپس نہ لایو۔“

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں شہیدوں کو واحد کے میدان میں ایک قبر میں دفن کرایا۔

سیدہ ہند رض اپنے عزیز ترین شہداء کو میدانِ احمد میں دفنا کر مدینہ منورہ آگئیں۔ حضرت ہند رض ساری زندگی اللہ اور رسول رض کی خوشنودی کی خاطر کثرت سے روزے رکھتی رہیں اور جی بھر کر عبادت میں مصروف رہیں، یہاں تک کہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کی بارش برسائے اور اپنی رضا کی نعمت سے نوازے۔ آمین یا رب العالمین!





کم از کم اپنے دورِ اقتدار میں ڈاکٹر عافیہ ہی پر مضبوط موقف اختیار کر کے انہیں واپس لا یا جاتا۔ ان کی جنگ میں اتنی بے پناہ جانوں کے نذر آنے کا ہرجانہ، دیت وصول کی جاتی۔ نیو یورک پلائز میں اودھ مونے ہوئے رہنے پر آواز اٹھائی جاتی، سلسہ منقطع ہوتا۔ 15 اگست 2021ء تک (افغانستان سے امریکی انخلاء) بھی کچھ حسب سابق چلا۔

قوم کی ذہنی حالت بھی اس وقت زیادہ تسلی بخش نہیں۔ یادداشت کمزور ہو چکی ہے۔ کیفیت ہدایانی، کف آسود ہے۔ تجزیہ کرنے کی صلاحیت پہلے بھی واجب تھی، اب کھلے حقائق سے چشم پوشی کر کے میں نہ مانوں، کی ضد میں ملک کا مستقبل دا پر لگا رہے ہیں، تباخ و عاقب سے بے پروا۔ یہ اندھا دھند بلاروک ٹوک امڈتا لاوا کیا رخ اختیار کرے گا؟ شامت اعمال کی تلوار سر پر لٹکتی نظر آتی ہے۔ حضرت شعیب عليه السلام کی زبان میں: ”آج میں تم کو اپنے حال میں دیکھ رہا ہوں مگر ڈر ہے کہ کل تم پر ایسا دن آئے گا جس کا عذاب سب کو گھیر لے گا۔“ (ہود: 84) اللہ کے دین اور انبیاء کی تعلیمات کا مذاق اڑانے والی قومیں، ان میں سے ہر ایک کے انفرادی گناہ، آج ہمارے معاشرے میں سب یک جانظر آرہے ہیں۔ لیڈروں کی کرپشن میں کون ہے جو پاک ہو؟ یہ فوری ایکشن کا ہنگام اسی لیے ہے کہ جوں جوں وقت گزرے گا، آج اگر بزدار، فرح اور تو شہ خانہ، گھری اسکینڈل کھلے ہیں تو ہر آنے والے دن کے ساتھ سبھی کار کردگیاں کھل جائیں گی۔ یکطرنہ تصویر دیکھنی دکھانی ممکن نہ رہے گی۔ عوام کے لیے پروٹوکول اور ہٹوپکونہ لینے والے وزیر اعظم کی دھوم تو ہے مگر ہوا کے دوش پراڑتے ہیلی کا پڑوں نے عوام کی جیب پر جوڑا کا ڈالا اس کی تفاصیل صیغہ راز میں کب تک رہیں گی؟ سادگی پسند زمین پر چلنے کے قائل نہیں ہیں۔ جلے بھی چارڑہ طیاروں میں ہو رہے ہیں۔ یہ سارا شاخانہ مردوجہ نظام کا ہے جس میں انسان کو خدائی کے منصب پر بٹھا کر عوام پوچا پاٹ کرتے گرمی میں جلس رہے ہیں۔

اللہ کی حکمرانی اور کائنات کی بادشاہت کے مالک رب کے اقتدار کی بجائے، انسانوں کی غلامی کا قلاوہ جب تک گلے میں پڑا رہے گا عوام اسی طرح جس سے مرتے گھلتے رہیں گے۔ اللہ کی حکمت میں حکمران، عوام سب برابر ہوتے ہیں۔ 22 لاکھ مردیں میل پر حکمران سیدنا



حکمران ہے اک وہی باتی بناں آئز ریا!

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

ایم کورڈ کیا۔ باوجود یہ کہ قانون جیسے حساس منصب پر انہیں بٹھا رکھا تھا! صوابی میں یہ بھی فرمایا کہ زرداری، شریفوں اور فضل الرحمن کا اجتماعی سیاسی جنازہ ہوگا۔ ایتم بم پھاڑنے کی حرمت، جنازے اٹھانے کے عزائم، ملک کو سری لنکا کی طرح خانہ جنگی میں جھونکنے کی پلانگ تیار؟ تمہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے!

پیٹی آئی کے موقر قائدین کی زبان ہر گھر میں اتر آئی ہے۔ خاندانوں میں سیاسی الجھاؤ، تکراو کی شکایات سنی جا رہی ہیں، اب تابکاری غصر ایتم بم بیانیے کے بعد مزید شامل ہو گیا ہے۔ تہذیب پہلے ہی سو شل میڈیا کے ہاتھوں ڈگر گوں ہے، اب رہی ہی کس پوری ہونے کو ہے۔ ایسے حالات میں ایکشن کا تقاضا کیونکر پورا ہوگا؟ انتخابات سے پہلے کے مراحل اس سر پھٹولی میں کیونکر طے ہو پائیں گے۔ واحد مطالبہ غیر مشروط بلا تأخیر (فوج، عدیہ، ایکشن کمیشن، عوام ہر کس و ناکس سے) عمران خان کو کرسی پر لا بٹھانے کا ہے۔ اس سے کم پر راضی نہیں۔ درنہ مرنے مارنے کی تیاری ہے! امریکا کی سازش کا بیانیہ مضحكہ خیز ہے۔ خصوصاً مغربی ممالک کے باسی انصافی گزشتہ 20 سال کہاں تھے؟

امریکا کی چاکری پیٹی آئی سمیت ہر حکمران نے ڈٹ کر کی ہے۔ عوام نے کھلی آنکھوں سے یہ سب ہمیشہ دیکھا اور خاموشی، نیم رضامندی کے معنوں میں اختیار کیے رکھی ہے۔ امریکی طرز زندگی، بود و باش، شہریتوں، زبان و کلام میں ڈوبے ہوئے انصافیے یا کیک امریکی سازش کی پثاری کھول کر بیٹھ گئے، جس پر چم کے سائے تلے ہم ایک ہیں، کے نعرے لگتے اور باجے بجتے ہیں، وہ عوام الناس کا تو ہر اپرچم ہے، مگر بلا استثناء حکمرانوں کا لال لکیروں اور نیلے سفید تاروں والا امریکی پرچم ہے۔ اب باعثین کی بے توجہی کے ہاتھوں یا کیک ان کے آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگے۔ امریکا کو لکارنا ہی تھا تو

پورا ملک شدید گرمی کی لپیٹ میں ہے۔ سبھی شہر تپ رہے ہیں۔ جیکب آباد میں درجہ حرارت 51 ڈگری سینٹی گریڈ کو چھوڑا ہے۔ وہاں کے باسی کہتے ہیں ہر طرف آگ بھڑکتی محسوس ہو رہی ہے۔ جو موسم جون جولائی میں ہوتا تھا اب میں آگیا ہے۔ شدید غربت، دل لاکھ آبادی کے لیے پانی کی شدید قلت، بجلی عنقا۔ عوام کس حال میں ہیں۔ کرسی سے اترنے والے خود جھلس ڈالنے والی زبان بول رہے ہیں۔ کرسی پر اچانک آبیٹھے والے ایتم بم گرا دینے کے بیانوں میں وحشت زده گھرے کھڑے ہیں۔ دھمکیوں کی سیاست کا دور دورہ ہے۔ شیخ رشید نے وارنگ دے دی ہے کہ اگر عمران خان کو گرفتار کیا گیا تو پیٹی آئی نے طریق کار طے کر لیا ہے۔ ملک ایک سیاسی بحران میں گھر جائے گا اور سری لنکا جیسی صورت حال کا سامنا کرے گا۔

کھیل یوں بگڑا کہ جب ملکی معيشت کا پانی واقعی سر سے گزرنے لگا تو بقول عمران خان ’طاقدار لوگوں‘ نے انہیں کہنا شروع کر دیا کہ وزیر اعظم دوسروں کے کرپشن کیسز کی بجائے حکومتی کارکردگی پر متوجہ ہوں۔ اب مسلسل ’طاقداروں‘ پر بوجھاڑ ہے۔ کھلے جلوسوں میں اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ تکراو اور جملے میں سمو یا ہے، للاکارنے کی حد تک۔ بھارتی میڈیا مزے لے لے کر ایتم بم والے بیان اور ہر ہدایانی کیفیت کو شہ سرخیوں میں جگہ دے رہا ہے۔ چورا ہے میں گندے کپڑے دھونے کا ایک دھوپی گھاث کھلا ہے۔ عدلیہ بھی للاکاری جارہی ہے اور کبھی اپنے ہی سابقہ اتحادی نشانے پر ہیں۔ صوابی میں تقریر کرتے ہوئے ایم کیو ایم پی پر گر جے بر سے ہیں، جو اتنے سال وزارتیوں پر فائز رہے۔ ان کی مدد سے حکومت قائم کی۔ وفاقی وزیر قانون بیرون فروغ نیم 2 اپریل 2022ء تک عمران خان کے حواری تھے۔ اب یا کیک ان کے جرام کے کھاتے کھل گئے۔ پولیس کے ہدف قتل کے الزام دیتے ہوئے ایم کیو

کے مظاہر دکھا کر پوچھتا ہے: ﴿إِلَهٌ مَّعَ اللَّهُ ط﴾ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ بہ چشم سر سائنسی کر شے دیکھنے برتنے کے بعد بھی جہالت؟ اس پر تو آئن شائن نے بھی کائنات کے خالق کی تصدیق کی تھی (مگر ایمان لانے سے انکاری ہوا!) کہیے لا الہ الا اللہ...، جیسے افغانستان نے کہا تھا۔ امریکی پرچم لپیٹ دیا، کلے والا پرچم لہرایا، لہلہایا! انسانوں کی غلامی (حکمرانی) سے نکل کر اللہ کی حکمرانی میں آنا۔ باقی بتاں آزری!



اس کی عظمت و ہیبت کے کائناتی مظاہر ہیبت سے لزہ طاری کر دینے والے ہیں۔ حالیہ دور پوریں جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ دونیوڑان ستاروں کا باہم نکرا کر فنا کے گھاث اترتے ہوئے خالص سونے چاندی کی بارش، کائناتی آتش بازی کا عظیم مظاہرہ، جس سے دس سیارے، زمین جیسے وجود میں آئے ہوں گے! (یہاں ایک گھڑی پر 'صداقت و امانت' قربان ہو گئی!) دوسرا ہماری کہکشاں کے مرکز میں مہیب بلیک ہول کا مشاہدہ۔ اس کی تفصیل بھی ہوش رہا ہے۔ اللہ رب العزت سورۃ النمل آیت 60 میں تحقیق

عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کے نواح سے پیدل چلتے لوٹ رہے تھے، ایک گدھا سوار سے 'لفٹ' لے کر لوٹے! اس شان کے تھے وہ راتوں کے راہب، داڑھیاں خشیت الہی کے آنسوؤں سے تربہ ترکنے والے۔ دن کو مزدوروں کی سطح پر بلا کروفر، گھن گرج عوام کی خدمت گزاری میں ہلاکان ہونے والے۔ سیدنا حضرت عمر بن الخطابؓ کا بیت المال کے اونٹوں کو ایک معزز سردار صحابی کے ہمراہ اپنے ہاتھوں سے تیل مل کر انہیں جلدی بیماریوں سے محفوظ رکھنے کی فکر کرنا۔ ہمارے حکمرانوں کی خوش نصیبی یہ ہے کہ عوام نے اپنی تاریخ اور اسلامی طرز حکمرانی نہیں پڑھ رکھی۔ ورنہ ہیلی کا پڑوں، جہازوں پر اڑنے کی بجائے یہ سرکاری گاڑیاں مثل عمرؓ دھورہ ہے ہوتے۔ لیموزین اور کروڑوں کے قرضوں اور عوام کی غربت نجوز کر حاصل کردہ شان و شوکت بھری گاڑیوں کے قافلوں کا خوابوں سے بھی گزرنہ ہوتا۔ عوام یہ جانتے کہ ہر انسان عزت و شرف میں برابر ہے۔

خاک کے پتلے میں اللہ کی نورانی پھونک ہر انسان کا اصل سرمایہ ہے۔ نقطہ نوری کہ نام او خودی! اس خودی کو گنوادیا۔ عزت و شرف کھو کر سڑی ہوئی مٹی کے بد بودار تعفن والے گارے بھرے وجود (مادہ تخلیق) کا پتلا باقی ہے اور پورے ملک میں طوفان بد تمیزی برپا ہے۔ روکنے والا کوئی نہیں! اللہ کے دین سے کھلیتے خوف نہیں آتا۔ قرآن سے نابلد، آن پڑھ، جہل عظیم کے مارے ہیں۔ تین رمضان کھیل تماشوں، لہو و لعب، سو قیانہ مشاغل کی نذر ہوئے۔ حقیقی جہاد کے لیے امریکا کے خلاف اٹھنے والے ہر فرد کو عقوبت خانوں میں جھونکایا مارڈا۔ ہر دور میں بلا استثناء۔ جعلی جہاد کے نام پر ترکی فلمی ڈراموں میں روح کی بالیدگی کا قیمتی ترین مہینہ جھونک دیا گا تاریخ سال۔ (اس دفعہ تراویح عشاء کا مقابلہ، سیاسی جلسوں اور گانوں ترانوں نے کیا) ڈرامے میں جھوٹے کردار! ماں بن کر اداکارہ کا نامحرم نوجوانوں کو 'مجاہد' بیٹھے قرار دے کر ماتھا چومنا اور پرائے مرد کی بیوی بن کر دونوں نامحرموں کا باہم بسترا فروز ہونا۔ اسلام کے نام پر پوری قوم اس میں غرق! عقل کو زنگ نہ لگے۔ دلوں پر تالے نہ پڑیں۔ سورج آگ نہ برسائے، گلیشیر شق نہ ہو جائیں تو کیا ہو؟ 'ریاست مدینہ، امر بالمعروف، صادق امین' کے تقدس کی بے حرمتی، ان سے استہزا؟

جس اللہ کے دین سے کھلونا بنا کر کھیل رہے ہیں،

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(۲۱ اپریل تا 6 مئی 2022ء)

جمعرات (21 اپریل) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

اعتكاف والوں کے ساتھ سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ تنظیم کے تحت فاران گلب میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ مفتی طارق مسعود کے پروگرام میں تنظیم کے حوالے سے مختلف پہلوؤں پر گفتگو ہوئی۔

دورانِ رمضان TV.Q پر دورہ ترجمہ قرآن مکمل کیا گیا۔

سوموار (2 مئی) قرآن اکیڈمی ڈیفنٹس اور یاسین آباد میں معتکفین سے خطاب کیا۔

منگل (3 مئی) کو عید الفطر کے اجتماع سے خطاب کیا۔

جمعہ (6 مئی) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن، کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔



اسلامی نظام زندگی کے مختلف گوشوں کی قرآن حکیم کی روشنی میں وضاحت

بانی و اکابر راجحہ کے پانچ جامع اور فکر انگیز خطابات

اسلامی نظام کی نظریاتی اساس (ایمان)

اسلام کا سماجی اور معاشری نظام

اسلام کا معاشری اور اقتصادی نظام

اسلام کا اخلاقی اور اقتصادی نظام

رعایتی قیمت - Rs 550/-

Rs 360/-

Free Home Delivery

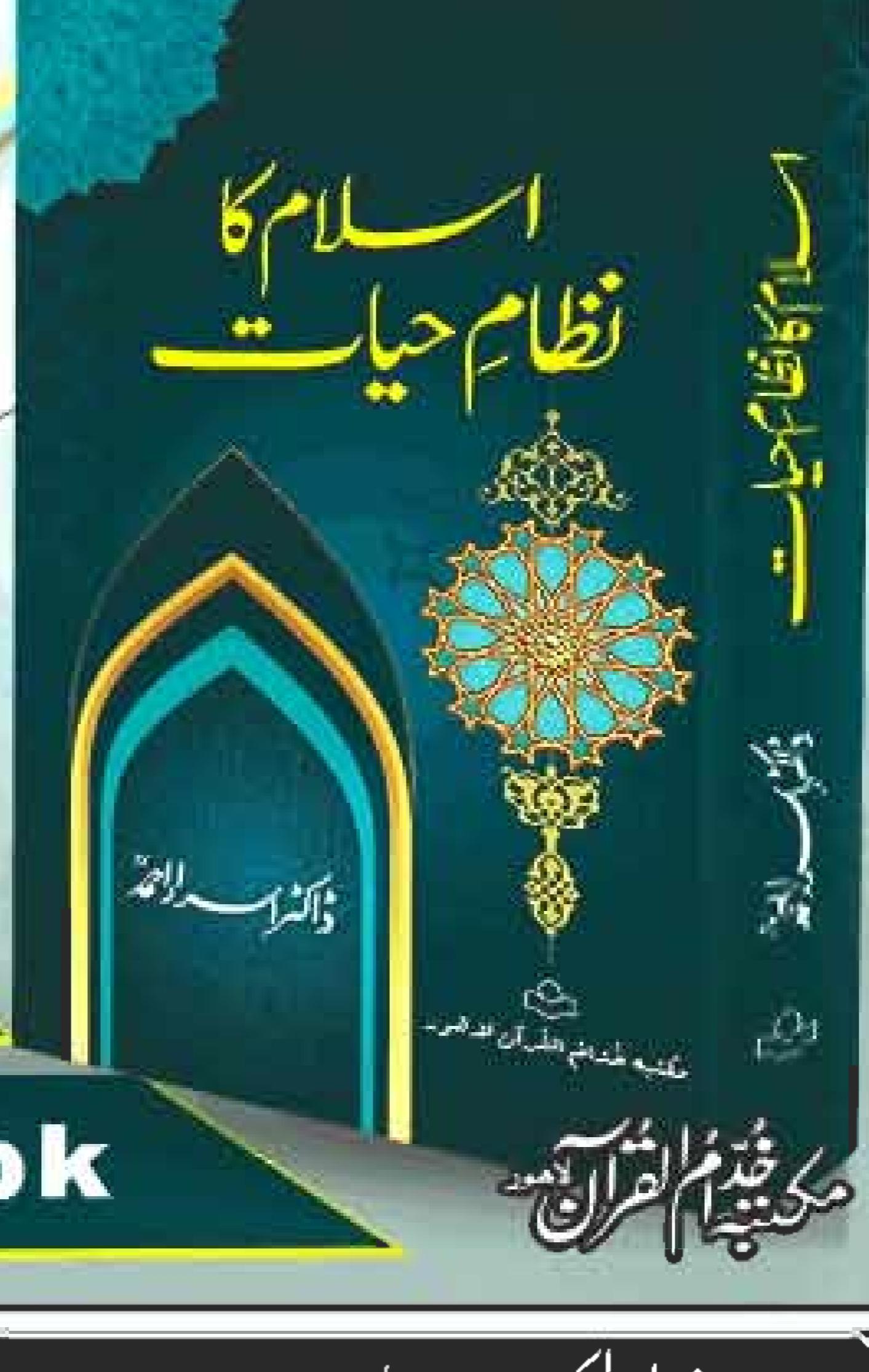
Cash on Delivery



0301-111 53 48



maktaba.com.pk



حلقة کراچی جنوبی کے تحت رمضان المبارک کے پروگرام کی تفصیل

بانی محترم آخري سالوں میں فرمایا کرتے تھے کہ ”تقریباً 100، 150 افراد شاگرد تیار ہو گئے ہیں جو دورہ ترجمہ قرآن اور بانی محترم کے علمی ورثہ کو آگے بڑھائیں گے۔ الحمد لله اس رمضان سے پہلے کیونکہ کرونا وبا کا زور ختم ہو چکا تھا۔ رفقاء و احباب نے ان پروگراموں میں ذوق و شوق کے ساتھ شرکت کی۔

اس سال ماہ رمضان المبارک میں حلقة کراچی جنوبی کے تحت آٹھ (8) مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن اور تین (3) مقامات پر خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد کیا گیا۔ مجموعی طور پر 390 رفقاء، 1600 حضرات اور 1500 خواتین دورہ ترجمہ قرآن میں شریک ہوتے رہے۔ تفصیل درج ذیل ہیں:

دورہ ترجمہ قرآن

01. قرآن اکیڈمی ڈیفس: قرآن اکیڈمی تنظیم کے تحت ہونے والے پروگرام میں دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت ناظم دعوت حلقة کراچی جنوبی جانب عامر خان نے حاصل کی۔ اس پروگرام میں روزانہ اوسطاً نو سو (900) حضرات و خواتین نے شرکت کی۔ قرآن اکیڈمی ڈیفس کا اندر وی ہال چائے کے وقفہ میں ماشاء اللہ بھرا ہوتا تھا۔ اس مقام پر ہمیشہ کی طرح بفضلہ تعالیٰ امسال بھی 175 افراد کے لیے اعتکاف کا انتظام کیا گیا۔ مختلفین حضرات کے لیے روزانہ بعد نماز ظہر تربیتی پیکچرز کا اہتمام کیا گیا۔ آخری روز معتکفین کی امیر محترم شجاع الدین شیخ کے ساتھ سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ جس کے بعد بیعت مسنونہ کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں تقریباً 40 افراد نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی۔

02. گلستان انیس کلب: یہاں دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد مقامی تنظیم سوسائٹی کے تحت منعقد ہوا۔ مدرس کے فرائض امیر حلقة کراچی جنوبی جانب ڈاکٹر محمد الیاس نے بخوبی انجام دیئے۔ دوران بعض سورتیں اور مختلف موضوعات پر PPT سلائیڈز بھی دکھائیں۔ انبیاء کرام کے مقامات اور غزوات کو نقشہ کی مدد سے واضح کیا گیا جس میں شرکاء نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ مجموعی طور پر 25 رفقاء اور 900 حضرات و خواتین شریک ہوتے رہے۔

03. ملن بینکو بیٹ: اس مقام پر دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد کورنگی شرقی تنظیم کے تحت کیا گیا۔ مدرس کی سعادت جانب محمد سعیل راؤ معتمد حلقة نے حاصل کی۔ بھر پور بیان اور وقت کا خیال رکھنے کے اعتبار سے اس دورہ کو بہت پسند کیا گیا۔ تذکیر بالقرآن کورس کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اس پر روفی محفل میں اوسطاً 200 حضرات اور 80 خواتین نے شرکت کی۔

04. راج محل لان: کورنگی وسطی تنظیم میں دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام راج محل لان نزد چنیوٹ ہسپتال میں کیا گیا۔ مدرس امیر لانڈھی تنظیم جانب محمد ہاشم تھے۔ روزانہ اوسطاً 400 حضرات و خواتین شریک ہوتے رہے۔ الحمد لله امسال انتظامیہ کی طرف سے بھی کوئی رکاوٹ نہیں آئی اور پروگرام اپنے معمول کے مطابق پائیہ تکمیل کو پہنچا۔

05. قرآن مرکز لانڈھی: قرآن مرکز لانڈھی میں دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت

خلاصہ مضامین قرآن

امیر قرآن اکیڈمی تنظیم جانب شارق عبد اللہ علوی نے حاصل کی۔ حضرات و خواتین کی اوسط حاضری 135 رہی۔ جانب شارق عبد اللہ نے پہلی مرتبہ مکمل دورہ ترجمہ قرآن کیا تھا۔ امید ہے کہ مستقبل میں ایک بہترین مدرس ثابت ہوں گے۔

06. قرآن مرکز ڈیفس: اس مقام پر دورہ ترجمہ قرآن ڈیفس تنظیم کے تحت منعقد ہوا۔ مدرس نقیب اسرہ اولڈسٹری تنظیم جانب محمد رضوان تھے۔ مختصر بیان اور کم وقت میں ختم کرنے کے اعتبار سے ان کا دورہ اچھا رہا۔ یہاں اوسطاً 55 حضرات و خواتین شریک ہوتے رہے۔

07. ریڈ یمن لان: اختر کالوی تنظیم میں دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام ریڈ یمن لان میں کیا گیا۔ مدرس کی سعادت امیر مقامی تنظیم ڈیفس جانب عاطف اسلم نے حاصل کی۔

08. ہمالان: اس مقام پر دورہ ترجمہ قرآن اولڈسٹری تنظیم کے تحت منعقد ہوا۔ مدرس ناظم تربیت اولڈسٹری تنظیم جانب محمد نعمن ایک متجھے ہوئے مدرس ہیں اور عربی گرامر پر بھی اچھی دسترس رکھتے ہیں۔ ان کا دورہ عموماً بہت پسند کیا جاتا ہے۔ یہاں اوسطاً 250 رفقاء و احباب شریک ہوتے رہے۔

دورہ ترجمہ قرآن کے تمام مقامات پر 27 ویں شب میں ”رمضان، قرآن اور پاکستان“ اور 29 ویں شب میں ”تکمیل قرآن“ کے موقع پر امیر محترم کے ویڈیو کلپ شرکاء کو دکھائے گئے اور یہ تمام بابرکت محافل معمول کے مطابق 29 ویں شب کو دعاوں کے ساتھ تکمیل کو پہنچی۔

01. سیفرون لان: کلفشن تنظیم کے تحت سیفرون لان میں خلاصہ مضامین قرآن کی محفل کا انعقاد کیا گیا۔ مدرس کے فرائض امیر مقامی سوسائٹی تنظیم جانب نعمن آفتاں نے بخوبی ادا کیے۔ اس مقام پر 150 حضرات و خواتین شریک ہوتے رہے۔ 29 ویں شب کو تکمیل ہوئی۔

02. کورنگی کراسنگ: کورنگی غربی تنظیم کے تحت رفیق تنظیم امتیاز صاحب کے اسکول میں خلاصہ مضامین قرآن کی محفل کا انعقاد کیا گیا۔ مدرس کے فرائض ناظم تربیت کورنگی غربی تنظیم جانب ندیم حسین نے بخوبی ادا کیے۔ پہلی مرتبہ خلاصہ مضامین قرآن کی ذمہ داری لگائی تھی امید ہے کہ مستقبل میں اچھے مدرس ثابت ہوں گے۔ محترم سندھی زبان میں بھی درس دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس مقام پر 30 حضرات و خواتین شریک ہوتے رہے۔ 25 ویں شب کو تکمیل ہوئی۔

03. اللہ والا ٹاؤن: کورنگی غربی تنظیم کے تحت رفیق حافظ چہانزیب طاہر کی رہائش پر خلاصہ مضامین قرآن کی محفل کا انعقاد کیا گیا۔ مدرس کے فرائض ملتزم رفیق کورنگی غربی تنظیم جانب تو حیدرخان اور نقیب اسرہ غلام حسین نے بخوبی ادا کیے۔ اس مقام پر 20 حضرات و خواتین شریک ہوتے رہے۔ 25 ویں شب کو تکمیل ہوئی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ روزہ اور قرآن دونوں کو ہم سب کے حق میں ایسا سفارش کرنے والا بنائے جن کی سفارش بارگاہ الہی میں مقبول ہو۔ آمين!

(رپورٹ: سرفراز احمد، ناظم نشر و اشتاعت حلقة کراچی جنوبی)



Collective Punishment Must Be Called Out: In Occupied Palestine and In India

With a devastating war on its doorstep, Europe called out Russia for committing crimes of “collective punishment”—a term it studiously avoids using against Israel or India. For Europe, America and the rest of the west, the war on Ukraine has not only been disastrous in terms of human suffering, it has also unraveled and exposed conflicting conundrums in respect of policies underpinned by hypocrisy.

Take the case of “collective punishment”. It is outlawed as a crime against humanity under international law. Most European countries led by Britain and France are signatories to legal conventions that denounce its practice, yet remain silent despite being complicit in a variety of ways in instances where sure criminal conduct is the order of the day.

The foremost example is the inhumane violence by Israel against Palestinian worshippers during Ramadan inside and around the sacred precinct of Islam’s third holiest mosque Al Aqsa in Occupied Al-Quds-Jerusalem. Journalists who themselves have come under Israeli fire, report that collective punishment against Palestinian worshippers including young and old, men and women, have become routine under Israel’s military occupation.

The latest example is the targeted assassination of the renowned Al Jazeera journalist Shireen Abu Akleh who was murdered by snipers of the Israeli occupation forces in Jenin. The Israeli police then stormed the grounds of a Jerusalem hospital to forcibly prevent a funeral march for Shireen, the latest victim of the atrocities by the Zionist regime. These crimes extend beyond Jerusalem to all of

the territories where the indigenous population is rendered “stateless” in their own land since being colonized seven decades ago. “At its heart, collective punishment is an exercise in plain racism: in Israeli eyes, every Palestinian is a permanent suspect, a terrorist waiting to strike...” is how one journalist described the Zionist regime’s assault on Jenin. “...when one Palestinian crosses that line illegally drawn by Israel, every Palestinian must pay the price.”

Recent accounts of Libya, Iraq, Afghanistan and Yemen confirm that the US and its NATO allies are fully invested in using collective punishment to enforce their will on other sovereign nations. Of course, apart from Palestine, the west is also culpable in the terror being unleashed in India by the Modi regime against Muslims.

In many respects one sees in India similarities with Israel in the cruelty of collective punishment. In an important test case to bar Modi’s right-wing Bharatiya Janata Party (BJP) ruled states from demolishing the homes of Muslims, accused by the authorities of participating in violent incidents, a leading Muslim organization has lodged a Supreme Court application. The decision comes after the government in Madhya Pradesh state demolished dozens of homes and shops of many Muslims after they were accused of pelting stones at a Hindu procession. Similar action was reported in Gujarat state.

Targeted violence against Muslims broke out in several Indian states recently during the holy Hindu festival. Terrorists of the BJP/RSS cabal demolished properties owned by Muslims in

cabal demolished properties owned by Muslims in India which is a clear example of collective punishment and crimes against humanity.

Amnesty International on April 14 demanded a "thorough, impartial and transparent investigation" into "reports of demolition of largely Muslim-owned shops and houses following incidents of communal violence" in several Indian cities last week. In Khargone, a city in the central Madhya Pradesh state, "provocative slogans were allegedly raised near a mosque during Ram Navami celebrations, which led to a riot, stone pelting and violence," read the Amnesty International statement.

Officials soon claimed they had identified the rioters and that the "damages will be recovered from (their) private or public property." Authorities then proceeded to demolish several properties and houses, most of them belonging to "economically disadvantaged Muslim families," the statement added.

"The majority of the demolished properties are owned by Muslims. Such punitive demolition of family homes of suspects could also amount to collective punishment, in violation of international human rights law," Aakar Patel, chair of Amnesty International India's board said.

Under the 1949 Geneva Conventions, collective punishment is a war crime and Article 33 of the Fourth Geneva Convention stipulates:

"No protected person may be punished for any offense he or she has not personally committed. ... Reprisals against protected persons and their property is prohibited."

If consistency is a requirement for policies embedded in human rights ethos, Europe and America will be found lacking dismally.

Courtesy: Mr. Iqbal Jassat, Media Review Network, Johannesburg, South Africa

توجهہ فرمائیے!

الحمد لله! ڈاکٹر اسرار احمد حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کے انٹرویو ز کو یکجا کر کے کتابی شکل میں لانے کے لیے کام جاری ہے۔
کسی بھی فرد یا ادارے کے پاس ڈاکٹر اسرار احمد حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کے انٹرویو ز طبع شدہ (میگزین یا اخبار کی صورت میں) موجود ہوں تو اس انٹرویو کی اصل یا نقل بمرطابق اصل درج پتہ پر ارسال فرمائیں کارخیر میں تعاون فرمائیں۔

احمد علی محمودی

شعبہ مطبوعات، مرکزی انجمن خدام القرآن، K-36
ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700
فون: (042)38939321

اللہ دوست الیہ لمحعن دعائی مغفرت

- ☆ حلقہ پنجاب شمالی کے بزرگ رفیق حاجی عزیز الرحمن وفات پا گئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0303-5854833
- ☆ ملتان کینٹ کے رفیق محترم جناب محمد فیصل قریشی کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-7180182
- ☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، منفرد اسرہ صندل کے مبتدی رفیق محمد بلال کے والدوفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0302-5060165
- ☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، جہلم کے ملتزم رفیق محمد طارق وحید کی زوجہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0333-5431300
- ☆ تنظیم اسلامی صادق آباد کے ناظم دعوت محترم حافظ عبدالخالق کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0302-2408467
- ☆ حلقہ سکھر کے ناظم دعوت و تربیت کے چچا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-3146113
- ☆ حلقہ خبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے ناظم مالیات محترم حاجی خدا بخش کے برادر نسبتی اور ملتزم رفقاء بلال احمد اور عمران احمد کے ماں وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-5930818
- اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَ ارْحَمْهُمْ وَ ادْخِلْهُمْ
فِي رَحْمَتِكَ وَ حَسَبْهُمْ حَسَابًا يَسِيرًا

Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

MULTICAL-1000
Calcium Lactate Gluconate

*Energize the Summer
with Calcium advantage
Takes away Malaise,
Fatigue & Heat Exhaustion*

MULTICAL -1000

micronutrients (Vitamins + Minerals) Add Value to the Patients
Complaining Fatigue, tiredness and Low energy Level



NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your
Health
our Devotion